

بلوچستان صوبائی اسمبلی

سرکاری رپورٹ / پندرہوائی اجلاس

مباحثات 2010ء

﴿اجلاس منعقدہ 23 فروری 2010ء برتاط قبضہ 8 ریج الاؤل 1431ھ بروز منگل﴾

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	2
2	وقتی سوالات۔	2
3	رخصت کی درخواستیں۔	11
4	سرکاری کارروائی۔	21
قرارداد نمبر 44 منصب میر ظہور احمد بلیدی (وزیر جی ڈی اے / بی سی ڈی اے)۔		

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 23 فروری 2010ء بمناسبت 8 مریض الاول 1431ھ بروز منگل بوقت دوپہر 12:00 بجے زیر صدارت جناب سپیکر محمد اسلام بھوتانی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ
بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

آفْحَكُمُ الْجَاهِلِيَّةَ يَيْعُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنَ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوْقِنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
تَتَّخِذُوا إِلِيَّهُودًا وَ النَّصَارَىٰ أُولَيَاءَ مَبْعَضُهُمْ أَوْلَيَاءُ بَعْضٍ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ
مِنْهُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّلِيمِينَ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

﴿پارہ نمبر ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۵۰، ۵۱﴾

ترجمہ: کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ اے ایمان والوں تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بیشک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

وقفہ سوالات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر جی ڈی اے ابی سی ڈی اے): پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی۔

وزیر جی ڈی اے ابی سی ڈی اے: جناب سپیکر صاحب! پچھلے دونوں پنجاب کی یونیورسٹیوں میں بلوچ طلباء کے ساتھ جوزیادتیاں ہوتی رہی ہیں اور فیصل آباد، ساہیوال، ملتان اور بہاولپور میں ہماری ایک قومی

جماعت کی ذیلی تنظیم کے ساتھ زیادتی کی ہے اور ساتھ ساتھ وہاں کی ائمہ نظریشن نے بھی زیادتی کی ہے میں ان کی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو پنجاب کے لیڈر ہیں وہ بار بار بلوچستان کے بارے میں بات کرتے ہیں اور بلوچستان میں جو آپریشن ہوا ہے اور اس آپریشن کی تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ بلوچستان کا ہمدرد بنتے ہیں دوسری طرف وہاں کے بلوچ طلباء کو نکالا جا رہا ہے ان کو مارا جا رہا ہے اور ان کو نگ کیا جا رہا ہے۔ تو میں اسکلی کے توسط سے اس کی مذمت کرتا ہوں۔

جناب پیکر: آئے کا پوائنٹ آن ریکارڈ آ گیا۔ جی زمرک صاحب!

انجینئر زمرک خان اچنڑی (وزیر مال): بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر صاحب! شکریہ میں پورے ایوان کی اور آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ 21 فروری 1952ء کو بغلہ دلش میں مادری زبانوں کیلئے ایک تحریک چلانی گئی تھی جس میں وہاں کے طلباً بھی شہید ہوئے تھے۔ اور پرسوں بھی ہمارے پورے ملک میں اس زبان کے حوالے سے سمینار منعقد ہوئے۔ اور اس دن کے بعد اقوام متحده نے اس دن کو پوری دنیا میں ”مادری زبانوں کا دن“ قرار دیا۔ جناب سپیکر! پرسوں بھی میں اس پروگرام میں بیٹھا تھا جو بلوچی، اکیدی، براہوی، پشتون اور ہزارگی والوں نے منعقد کیا تھا۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں اس کو قرارداد کی شکل میں پیش کرنے کی درخواست کروں گا۔ کیونکہ شہید نواب اکبر بگٹی صاحب کے دور 1988ء سے 1990ء تک تمام بلوچستان میں جو مادری زبانیں بولی جاتی ہیں۔۔۔۔۔

جناب پیکر: زمرک صاحب! اس کو ایک proper طریقے سے آپ لے آئیں۔

وزیر مال: سر! دو منٹ آپ میری بات سنئیں۔ اسکو لازمی قرار دیا کہ اسکو compulsory subject سمجھا جائے جہاں بھی مادری زبانیں ہیں انکو اسی زبان میں تعلیم دی جائے۔

جناب پیکر: آپ نے اس سلسلے میں ایک قرارداد بھی جمع کرائی ہے تو ہم اس کی legality کو دیکھ لتے ہیں۔

وزیر مال: ٹھیک ہے۔ سر! میں اس ہاؤس سے request کروں گا اپنے سارے دوستوں سے کہ وہ بھی اس میں اپنا نام شامل کریں۔ یہاں مادری زبانوں میں ہماری جتنی بھی تعلیم ہو، میں یہ کہنا چاہتا ہوں

اگر آپ سن لیں۔ دیکھیں اس کے نقصانات اور فائدے کیا ہوتے ہیں؟ وہاں پر ابھی بھی جو ہماری ذہنیت ہے وہ غلاموں جیسی ہے۔ ہمارے جتنے بھی درس و تدریس ہوتے ہیں یا تو وہ اردو زبان میں ہوتے ہیں یا انگریزی میں۔ آپ دیکھ لیں دنیا میں جدھر بھی جائیں آپ جاپان چلے جائیں آپ جرمنی چلے جائیں آپ روس چلے جائیں۔

جناب پسکر: آپ کی قرارداد اسمبلی میں جمع ہے ہم اس کو scrutinize کر رہے ہیں اس پر ہم کوئی action لے کے آپ کو inform کریں گے۔ جی جبیپ صاحب!

میر حبیب الرحمن محمد حسni (وزیر بی واسا اور QGWSP): جناب سپیکر! جیسے طہور بلیدی صاحب نے کہا کہ پنجاب میں بلوچ طلباء کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ جناب! پنجاب حکومت کے کہنے پر ان طلباء کو وہاں بلا یا گیا admission دیا گیا اور اس کے بعد جس طرح مختلف شہروں میں ان طلباء پر تشدد کیا گیا ہے میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔ اور آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ حکومت پنجاب سے رابطہ کریں ان سے بات کریں۔ ابھی ان کو وہاں سے نکالا گیا ہے یہاں بھی ان کو admission نہیں مل رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی وزیر تعلیم! آپ مہربانی کر کے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے through پنجاب گورنمنٹ تک یہ احساسات پہنچا دیں اور ہمیں اگلے اجلاس میں بتائیں کہ actual position کیا ہے؟ جی منستر لوکل گورنمنٹ!

جناب عبدالحلاق بشر دوست (وزیر بلدیات): شکریہ جناب پسیکر صاحب! میں مسلم خاتون عافیہ صدیقی جس کو امریکہ میں سزا دی گئی ہے جو ایک بہادر اور مذہر خاتون ہیں جو اپنی نظریات کی پرچار کی وجہ سے ان پر ظلم و ستم ڈھایا گیا ہے۔ یہاں بھی خواتین بیٹھی ہوئی ہیں میں اس ایوان کے توسط سے امریکہ کے اس فتحی کی مذمت کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ساری آسمبلی اس کی مذمت کر گی۔

M . Speaker: Government is in contact on that matter .

وہ already گورنمنٹ کے علم میں ہے۔ جی مفسٹر ماٹیز!

جناب پسکر: دیکھیں اس میں میں کہہ چکا ہوں کہ مفسٹر صاحب -----

وزیر معدنیات: میں اس کی پُر زور مذمت کرتا ہوں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گزاش کرتا ہوں کہ وہ ایک سخت action لے کر اس مسئلے کو حل کر لیں۔ اگر یہ مسئلہ حل نہیں ہوا تو یہ ایک بہت بڑا issue بن جائیگا۔

جناب پسکر: عبد الرحمن صاحب! آپ کا پاؤانٹ آن ریکارڈ آ گیا۔ میں نے مفسٹر ایجوکیشن کو کہا ہے وہ اصل حقوق جان کر پنجاب گورنمنٹ سے through government channel ہمیں اس سے آگاہ کریں گے۔ لیکن ہمیں اگر اصل حقوق کا پتہ چلے کہ ان کا موقف کیا ہے؟ جی عبد الصمد صاحب پاؤانٹ آف آرڈر پر ہیں۔

مولانا عبد الصمد آخوندزادہ (وزیر جنگلات و جنگلی حیات): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب پسکر! کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ زیارت میں گزشہ زلزے کے بعد جنوری کے آخر اور فروری کے شروع میں زیارت کی اس جگہ کا جو زلزلے کا مرکز تھا وام۔ اس کے اوپر پہاڑی کے نقش میں ایک آگ نکلا شروع ہو گئی ہے۔ جس کے لئے کوئی سے بھی ٹیکیں وہاں گئیں۔ آرمی کی ٹیکیں بھی وہاں گئیں اور انہوں نے مختلف خیالات کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ کسی نے کہا کہ اس زمین کے نیچے آتش فشاں پہاڑ ہے اور کوئی 65 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ کسی نے کہا کہ 20 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اب زیارت کے جو لوگ ہیں اور اس وام علاقے کے جو لوگ ہیں ان میں تشویش بڑھنا شروع ہو گئی اور جس جگہ پر یہ لاوہ نکلا شروع ہو گیا ہے اس کے اوپر پانی کے دو بور تھے وہ بھی خشک ہو گئے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ بلوچستان گورنمنٹ سے یہ درخواست کریں۔

جناب پسکر: آپ جو گورنمنٹ ہیں؟

وزیر جنگلات و جنگلی حیات: نہیں، نہیں میں آپ کے توسط سے بولنا چاہتا ہوں اور اسمبلی کے فلور پر میں کہنا چاہتا ہوں کہ تمام ممبران میری تائید کر لیں۔ زیارت کے عوام پہلے بھی زلزلے سے ہراساں تھے، تشویش میں بیتلہ تھے۔ ابھی جب یہ لاوہ نکلا شروع ہو گیا تو مختلف باتیں شروع ہو گئیں۔ اب وہاں تقریباً کوئی دو تین سو گھنٹے آباد ہیں۔ اُن کو کوئی کہتا ہے کہ آپ یہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہو جائیں؟ اب ظاہر ہے کہ وہ اُنکی آبائی زمینیں ہیں۔ سینکڑوں سال سے وہ اُن پر آباد ہیں۔

جناب پسکر: آپ کا پاؤانٹ آن ریکارڈ آ گیا۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات: جی آپ اُن سے بات کر لیں اور دوسری گزارش یہ ہے کہ زیارت کا جو مین روڈ ہے جو تقریباً خنائی بابا مرحوم کے کراس سے شروع ہو جاتا ہے، اب قلعہ سیف اللہ کا جو روڈ ہے وہ NHA نے لیا ہے۔ اور سپیرہ راغب روڈ NHA نے لیا ہوا ہے۔ کچھ روڈ NHA نے لیا ہوا ہے صرف ایک زیارت کا روڈ رہتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ NHA والوں کو ہماری یہ بات پہنچادیں کہ زیارت کا یہ روڈ جو زلزلہ وجہ سے damage ہوا ہے اس کے پُل اُپر اٹھ گئے ہیں ملکہ مواصلات نے تو تحوڑی بہت اپنی بساط کے مطابق اس کی مرمت کر دی ہے لیکن پھر بھی یہ بہت زیادہ توجہ مانگتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ میری یہ NHA، request والوں کو پہنچادیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ مনظر پی ایئڈ ڈی اور منظر سی ایئڈ ڈبلیو دنوں سن رہے ہیں اور انہی کا یہ کام ہے، وفاقی گورنمنٹ سے اس کو وہ take up کریں گے، واقعی یہ important روڈ ہے اور زیارت کا ایک تاریخی مقام ہے۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات: رونگ آپ نے دینی ہے۔

جناب سپیکر: ہونا بھی چاہیئے۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات: شکریہ۔

جناب سپیکر: مولانا سرور صاحب!

مولانا محمد سرور موی خیل (وزیر محنت و افرادی قوت): شکریہ جناب سپیکر! پچھلے دنوں پنجاب اسمبلی میں ایک بحث ہوئی تھی کہ جی ایک بندہ چار شادیاں کر سکتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ یہاں بھی بحث چھیڑ رہے ہیں۔

وزیر محنت و افرادی قوت: ایک منٹ جناب سپیکر! یہ بڑا ہم مسئلہ ہے ہمارے دین سے اس کا تعلق ہے۔ (ڈیک بجائے گئے) آپ مجھے ایک منٹ بولنے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں تو آپ بھی یہاں چار شادیاں۔-----

وزیر محنت و افرادی قوت: ظاہر ہے جب دین اجازت دیتا ہے میں تو کر سکتا ہوں۔ جناب سپیکر! اس پر کافی بحث ہوئی۔ میں پنجاب اسمبلی کی ایک خاتون غالباً اس کا نام رخسانہ ہے اس کو داد دیتا ہوں اس نے کھڑے ہو کر کہا کہ جناب میں اپنے خاوند کو اجازت دیتی ہوں کہ وہ پینٹ میرے علاوہ تین شادیاں اور کریں۔ میں یہاں کی خواتین کو بھی یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس طرح فرائدی کا مظاہرہ

کریں۔ اور اس کے علاوہ اس خاتون کو بھی داد دیتا ہوں جنہوں نے اس کی مخالفت کی۔ ان کی میں
نمذمت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے مولانا صاحب! آپ یہاں ایک نئی controversy شروع نہیں کریں۔
جی جارج جعفر صاحب! اس کے بعد آپ بولیں۔ جارج جعفر صاحب کے بعد محمد خان، ایک منٹ نام
پہلے جعفر صاحب کو میں نے اجازت دی ہے اس کے بعد آپ بولیں۔ جی۔

مسلم جعفر جارج: جناب سپیکر! میں اپنے تمام معزز ارکین کی توجہ بلدیاتی نظام کی طرف لانا چاہتا
ہوں جس کا مسودہ ہم نے پاس کیا ایک dictator کی وجہ سے minorities کو جو طریقہ انتخاب دیا
گیا ہے۔ میرا سوال آپ سے ہے کیا یہ جمہوریت ہے کہ اکثریت کے لئے یعنی تمام muslims کے
لئے ایک ووٹ کا تقدس ہے لیکن اقلیتوں کو ایک کچکوں میں دیدیا گیا ایک dictator کی وجہ سے۔ ہمارا
یہ مطالبہ ہے کہ ہمیں دھرا ووٹ دیا جائے۔ ہم ایک اکثریت کو کاست کریں اور ایک اپنے نمائندے کے
پڑاؤ کے لئے کاست کر لیں۔ اس سے یہ ہو گا کہ ہماری جو اصل نمائندگی ہے اُن تمام حلقوں میں آئیگی
اور تمام اس ایوان میں اپنے پختے ہوئے نمائندے آئیں گے۔ تو میں تمام ارکین سے اپیل کرتا ہوں
کہ آپ ہمارے اس issue کے اوپر ہمارا ساتھ دیں اور دھرا ووٹ اس کی منظوری بلدیاتی نظام میں
دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آن ریکارڈ آگیا۔ جی طور صاحب!

جناب محمد خان طور (وزیر بہود آبادی): جناب سپیکر صاحب! thank you! جو مولانا سرور نے بات
کی انہوں نے بالکل صحیح کہا۔ کیونکہ اسلام میں بھی چار شادیوں کی اجازت ہے۔ مگر میں پالپولیشن منظر
ہوں میری یہ request ہے ان لوگوں سے کہ بھئی کم سے کم بچے پیدا کریں۔ ایک مولانا سرور سے
ابھی ہماری یہ اسمبلی متاثر ہے میرے خیال میں اگر دس مولانا سرور آ جائیں تو سارا بلوچستان اس سے
متاثر ہو جائیگا۔

جناب سپیکر: طور صاحب! آپ کتنی کرچکے ہیں اس وقت؟ جی اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔
thank you very much , thank you very much.
! جی خاتون!

محترمہ غزالہ گولہ بیگم (وزیر ترقی نسوان): جناب سپیکر! with your permission کیونکہ میں
ہوں اگر میں اس کے اوپر کوئی بات نہیں کھوں گی Minister for Women Development

جناب سپیکر: تو آپ اس کی تائید کرتے ہیں؟

وزیر ترقی نسوان: نہیں جی ہم اس چیز کی بالکل تائید نہیں کرتے ہیں۔ مولانا صاحب نے جس طرح سے کہا ہم بالکل مانتے ہیں کہ اسلام نے اجازت دی ہوئی ہے۔ لیکن ان پر بھی برابری کے حقوق ہیں۔ اگر کوئی مرد یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی چار بیویوں کو ایک وقت میں برابری کا حق دے سکتا ہے تو پھر اس صورت میں اسے اجازت ہے ورنہ اس کی کوئی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب آپ چھوڑیں میں اصل اینڈے کی طرف آؤں۔ ٹھیک ہے پہلے صادق عمرانی صاحب پھر راتیلہ صاحبہ۔ جی thank you.

میر محمد صادق عمرانی (وزیر مواصلات و تعمیرات) thank you جناب سپکر! حسپ روایات سیاسی اختلافات اپنی جگہ پر پارٹیاں اپنی جگہ پر میر عاصم کرد کو جسے (ق لیگ) نے اپنا پارلیمنٹی لیڈر منتخب کیا ہے میں اس کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ اس فلور پر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک بیل بھی لانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ گلیو صاحب نے چیف منٹر صاحب کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ”میں شادی کروں گا“۔ وہ شادی کریں ورنہ اس کے خلاف ایک آڑ ڈینس لایا جائے گا۔

جناب سپیکر: تو صرف گیوںہیں ہیں آپ کے ساتھ بھی کوئی بیٹھا ہوگا اُدھر بھی نظر ڈوڑائیں۔ جی راحیلہ صاحب ! You are the last ! question hour کی طرف آتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ درانی (وزیر پراسکیوشن ڈیپارٹمنٹ): محترم سپیکر صاحب! Thank you very much. مولانا صاحب نے پتہ نہیں یہ مذاق میں بات کی ہے حالانکہ ان کا مذہبی پارٹی سے تعلق ہے میں اس پر یہ صحیح ہوں سپیکر صاحب! کہ یہ ایک الیٰ بات نہیں ہے کہ جو مذاق میں اڑائی جائے اس پر باقاعدہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میں نے تمہیں چار شادیوں کی اجازت دی یہ پوری آیت ہے بشرطیکہ تم انصاف کرو اور میں جانتا ہوں کہ تم انصاف نہیں کر سکتے ایک تو یہ بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ بہت اچھی بات ہے کہ وہ شادیاں کریں جو خواتین بیوائیں ہیں جن کو ضرورت ہے میں نے تو یہاں دیکھا ہے کہ وہ چھوڑ، چھوڑ کے مطلب کسی اور انداز سے شادیاں کر رہے ہوتے ہیں تو اس پہلو کو سامنے رکھا جائے تو بالکل ہم اسلام کے خلاف نہیں جاتے ہیں۔

چنان پیکر: ٹھک سے۔ thank you , thank you بجی وفقہ سوالات محترمہ رومنہ عرفان

صاحب اپنا سوال پکاریں، leave application آئی ہے ڈاکٹر آن عرفان صاحب اپنا سوال پکاریں،
جی جعفر مندوخیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جو محکین ہیں وہ بھی حاضر نہیں ہوئے ہیں دوسری طرف سرکار یا منستر یز ہیں ان سے جو جواب طلب کیا گیا ہے انہوں نے ان کا جواب اسمبلی کو نہیں دیا ہے۔ اگر ہم اسمبلی کو طریقے سے نہیں چلا سکتے تو مذاق بن جائیگا اس کے نتیجتاً ہم خود مذاق بن جائے گے آپ دونوں کے اُپر stress کر لیں۔ جو محک ہوتا ہے وہ بھی حاضر ہوا کریں اور سرکار ہے وہ بھی پابندی کرے۔ کیوں کیا وجہ ہے کہ وہ کسی چیز کی تفصیل نہیں دینا چاہتی ہے؟ کیا انہوں نے کوئی غلط کیا ہے؟ حالانکہ خود میں چھ سات مرتبہ منستر رہا ہوں، ڈیپارٹمنٹ ایک ہفتے میں جواب تیار کر کے دیدیتا ہے لیکن یہاں اسمبلی میں نہ بھیجنما بھی شاید اس میں کوئی قباحت محسوس کرتا ہو۔ بہرحال جناب سپیکر! آپ کی ایک discretion ہے کہ آپ ان کو پابند کریں کہ سوال کرنے والا بھی اپنی جگہ پر حاضر ہے اور جواب دیتا ہے وہ تو سرکار ہے وہ تو ایک گورنمنٹ ہے اس نے تو ہر صورت میں جواب دینا ہے۔ اسکے لئے تو کوئی راستہ فرار کا نہیں ہے۔ پتہ نہیں ہے یہ کیوں اکثریت سوالات کے جوابات نہیں آتے ہیں۔ thank you سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جعفر صاحب! آپ کی بات بجا ہے پچھلے اجلاس میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی بات ہوئی تھی انہوں نے نوٹس لیا اب بھی اگر ہم دیکھیں تو پانچ سوال ہیں اور پانچوں کے جواب موصول نہیں ہیں اور یہ پچھلے کئی مہینوں سے مؤخر ہوتے آرہے ہیں۔ سپیکر گزارش کر سکتا ہے حکومت کو یادہانی کر سکتا ہے۔ اور اسمبلی کے تقدس کا خیال گورنمنٹ کو ہونا چاہیے۔ میں تمام وزراء سے بھی درخواست کرتا ہوں خاص کر کے سینئر منستر صاحب سے کہونگا اور وزیر اعلیٰ صاحب سے اب اگر ہم ملاحظہ کریں پانچوں سوالوں کے جواب بھی نہیں آئے تو اس پر آپ اگر مہربانی کریں اس چیز کو آپ کا بینہ میں پیش کریں۔ دیکھیں سپیکر تو request کر سکتا ہے اور اس House میں عمومی مسائل زیر بحث آتے ہیں اگر سوالوں کے جوابات آئے گے تو ہماری اسمبلی کی کارکردگی بہتر ہوگی عوام جان سکیں گے۔ مجھے امید ہے کہ میری گزارشات پر گورنمنٹ عمل کر گی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: اگر آپ اجازت دیں؟

جناب سپیکر: جی جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: یہاں اسمبلی اتنی مذاق بن گئی ہے ہمارا ایک سابق اور بلاسینٹر ایم پی اے ان کی بھی ایک بات میں بتاؤ نگا۔ سب سے پہلے میں نے اسمبلی سے ابھی questions کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ کوئی تحریک لانا بھی چھوڑ دیا ہے کوئی دوسرا، کیونکہ منظر ذاتی اپنے وہ لیوں پر لے لیتے ہیں اس پر ناراض ہوتے ہیں حالانکہ ایک اسمبلی کی روایت ہوتی ہے کہ اسمبلی کے تھرو گورنمنٹ کو چلا�ا جاتا ہے وہ اس وجہ سے میں کہتا ہوں کہ میں کسی کے ساتھ personal تو میری نہیں تھی۔ میں کسی منٹری سے اگر سی ایڈڈ ڈبلیو سے میں سوال کرتا تھا تو شاید منٹر صاحب کے نوٹس میں بھی وہ باتیں نہیں ہوتی تھیں جو ہم ان کے نوٹس میں اسمبلی کے نوٹس میں لاتے تھے۔ دوسرے ڈیپارٹمنٹ سے questions کرتے تھے اس پر ناراض ہوتے تھے اور تحریک پر بھی بعض وقت ناراضگی ہوتی تھی۔ اسمبلی کو اگر ہم اسمبلی کے طریقے پر چلائیں گے یہاں تک آگیا کہ مجھے ایک سینٹر ساتھی نے کہا کہ ”جعفر خان کیا بات کرتے ہو تم سارا دن اسمبلی میں لگے رہتے ہو باتیں کرتے رہتے ہو اپنی تو انی ضائع کرتے ہو اس کے اوپر کیا اثر ہوتا ہے چھوڑ و بات مت کرو آرام سے گھر بیٹھ جاؤ۔ اگر کبھی کبھی حاضری لگانا ہو تو جاؤ“، ایک سینٹر کریم نوشیر وانی کی میں بات کر رہا ہوں۔ میرے خیال میں ہم سب سے زیادہ ایک سیاسی اور ان چیزوں کا سمجھدار ہیں انہوں نے یہ کہا کہ کیوں اگر اسمبلی کا ایک پیک کی نظر میں ایک ایسا image develop ہوتا ہے It is bad to us also, the Member also, as a custodian of the Government also. اور آپ کی تھی I know it and I appreciate it۔ اس چیز کو اگر آپ تھوڑا پہلے بھی بات کی تھی request کر کے۔ اور سب سے پہلے وزیر اعلیٰ صاحب تو خود بیٹھا کریں۔ اگر پرائم منٹر کو آپ دیکھ لیں He is present in every session of the Assembly. دیکھی نہیں لیں گے، ممبر ان بھی دیکھی نہیں لیں گے۔ اور ایک اسمبلی کے اجلاس سے ہمیشہ یہ روایات ہوتی تھیں کہ پارلیمانی گروپ کی ایک میٹنگ ہوتی تھی۔ اس میں تمام اسمبلی کی برنس کو ترتیب دی جاتی تھی کہ کس کو کس طرح کرنا ہے میں سمجھتا ہوں یہ تمام روایات اگر ہم چھوڑ دینے کے تو ہم اپنے ہی اس ہاؤس کی یا اس سیشن کی، جس کے ہم ممبر ہیں، جس کا ہم لوگ فخر سے کہتے ہیں کہ میں بلوچستان اسمبلی کا ممبر ہوں میں تو اتنا معتبر ہوں میں اتنے لوگوں کی نمائندگی کرتا ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں وہ ہم لوگوں کی

ہی وہ عزت کے اوپر حرف آتا ہے۔

جناب پسیکر: ٹھیک ہے جی۔ سیکرٹری اسمبلی! آج کے سوالات اگلے اجلاس کے لئے مؤخر کئے جاتے ہیں۔ اور ساتھ چیف سیکرٹری صاحب کو ایک خط بھی اسمبلی کی طرف سے جائے کہ تمام مکملوں کو پابند کیا جائے کہ وہ جوابات وقت پر تیار کر کے اسمبلی میں پہنچائیں۔ اور اُس کی کاپی متعلقہ وزراء صاحبان کو بھی بھیجی جائے۔ وقفہ سوالات ختم، سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: محترم ڈاکٹر آغا عرفان صاحب، ممبر بلوچستان اسمبلی نے کراچی جانے کی وجہ سے 20 اور 23 فروری کے اجلاسوں کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترمہ روپینہ عرفان صاحب، ممبر بلوچستان اسمبلی نے کراچی جانے کی وجہ سے 20 اور 23 فروری کے اجلاسوں کے لئے رخصت کی دی ہے۔

نوا زادہ طارق مگسی صاحب، ممبر بلوچستان اسمبلی نے بعجه ناسازی طبیعت بغرض علاج رواں اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میر غلام جان صاحب، وزیر نے چنگوڑ جانے کی وجہ سے رواں اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

سردار محمد اسلام بزنجو صاحب، وزیر اپنے حلقة کے دورے پر ہیں۔ انہوں نے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

حاجی محمد نواز صاحب، وزیر 14 فروری سے سرکاری دورے پر اسلام آباد گئے ہوئے ہیں وزیر صاحب نے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترم عبدالخالق اچنزا صاحب، وزیر نے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

سید احسان شاہ صاحب، وزیر سرکاری دروے پر تربت جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترم محمد یونس ملازما صاحب، وزیر نے کراچی جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

حاجی عین اللہ شمس صاحب، وزیر نے نجی دورے کے سلسلے میں سندھ جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس

کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟
(رخصتیں منظور ہوئیں)

جناب سپیکر: جی مسٹر فود اسفند یار صاحب Order in the ~ is on point of order
Minister Education please order in the جگہ صاحب! House please.
House .

جناب اسفند یار خان کا کڑ (وزیر خوارک): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہونگا کہ گزشتہ دنوں ایک ٹی وی چینل پر سندھ سے تعلق رکھنے والے ایم کیو ایم کے ناظم اعلیٰ، عُسُٹی ناظم انہوں نے سیاستدانوں کے بارے میں کہا کہ سارے سیاستدان اُلوں کے پڑے ہیں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں سارے سیاستدانوں کا نام نہ لیں۔ کیونکہ شاید ان کو تجربہ ہے اپنے سیاستدانوں سے اپنی پارٹی سے۔ وہ پورے پاکستان کے سیاستدانوں کو نہ لکھاریں۔ تو یہی میری بات ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی آپ کی بات ریکارڈ پر آگئی thank you۔ اچھا جی طارق گھٹی صاحب is on point of order .

جناب طارق حسین مسوري گھٹی: جناب سپیکر صاحب! میں منظرِ میجمنٹ اینڈ ڈیزاسٹر سے یہ جانا چاہتا ہوں کہ پچاس کروڑ disaster release تو کیئے ----

جناب سپیکر: آپ سوال کریں ناں یہ پوائنٹ آف آرڈر سے نہیں ہوتا۔ یہ آپ سوال کریں ناں۔

جناب طارق حسین مسوري گھٹی: سوال کی صورت میں لے آؤں؟

جناب سپیکر: آپ question دیدیں اس کا ہم جواب ڈیپارٹمنٹ سے لے لیں گے۔

جناب طارق حسین مسوري گھٹی: چلیں ٹھیک ہے۔ thank you

جناب سپیکر: اچھا ایک تجویز ہے، میں جعفر صاحب، مولانا واسع صاحب اور جتنے پارلیمانی لیڈر صاحبان ہیں ان سے کہ جس طرح ہم پوائنٹ آف آرڈر پر اپنے مسئلے بیان کرتے ہیں ان کیلئے کوئی ہم آدھا ایک گھنٹہ zero hour رکھ لیں جس میں یہ سارے مسئلے ہوں۔ کیونکہ یہ جتنی باتیں ہو رہی ہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر کے زمرے میں نہیں آتی ہیں۔ تو اسکے لئے اگر آپ سب مہربانی کریں کسی وقت

اپیکر چیبر میں تشریف لے آئیں تاکہ ہم اس کا ایک zero hour رکھیں۔ جہاں سب اپنے اپنے علاقے کی مختلف باتیں بیان کر سکیں۔ کیونکہ وزیر سب ساتھ ہیں ایم پی ایز تو بہت کم ہیں۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ بجائے اسکے کہ سب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوں ہم ایسا ایک وقت رکھیں جس میں یہ ساری چیزیں اپنے اپنے علاقے کے مسائل آئیں۔

میرا سدال اللہ بلوج (وزیر زراعت): سراپوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پسیکر: جی اسد صاحب!

وزیر زراعت: جناب پسیکر! پہلے جو اسمبلی تھی اس میں بھی zero hour تھا تو اس سلسلے میں چونکہ اس دفعہ جو ہماری cabinet کے ساتھ ہی cabinet کے ممبر ہیں اپنے علاقے کے مسئلے مسئلے پر بہتر طریقے سے بات نہیں کر سکتے ہیں اسکے لیے جو آپ کہہ رہے ہیں بالکل آپ صحیح فرمار ہے ہیں میرے اپنے ذہن میں تھا zero hour رکھنا چاہیے تاکہ تمام ایم پی ایز اپنے علاقے کے جو مسئلے مسئلے ہیں وہ ان کو اٹھا لیں۔

جناب پسیکر: تو اس میں آپ سینئر ساتھی کسی وقت تشریف لے آئیں تو ہم بیٹھ کر کے اس کے لیے ایک طریقہ کار کر لیں نا۔ جی۔ پھر ہم اُس کو formally کریں۔ جی جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب پسیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پسیکر: جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب پسیکر صاحب! آپ کی اسمبلی کے یہ جو حقیقت میں سوالات تھے اور تحریک التوا سے بھی پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر تھے، دوسرا یہ ہے کہ اچھا نہیں لگتا ہے بہر حال کچھ منظر صاحبان تو بات کر لی ہوتی ہیں جو کہ directly نہیں لاسکتے ہیں یہ پہلے بھی ایک روایت رہی ہے یہ پہلے بھی زیر وہاں introduce تھا دوسری حکومتوں میں بھی انشاء اللہ اس سیشن میں، میں اسکی تائید کرتا ہوں کہ وہ proper طریقے سے ایک قانونی طریقے سے آ جائے تاکہ وہ objection تمام جو اسمبلی کی بنیس ختم ہو جائے اس کے بعد آپ زیر وہاں کو کر لیں next جب سیشن ہو گا اس سے پہلے ہم آپ کے چیبر میں آ جاتے ہیں آپ کے ساتھ میٹنگ کر لیتے ہیں۔

جناب پسیکر: میٹنگ کر لیتے ہیں next اب چونکہ ہماری اسمبلی کے کافی working days رہتے ہیں تو اس سیشن کے بعد فوری ہم دوسری سیشن بھی بلانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو اس میں ہم یہ

introduce کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جی عاصم کرد گیلو صاحب!

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): جناب پسیکر! بہت بہت مہربانی۔ پسیکر صاحب! جو ہمارے colleagues جعفر خان صاحب اور اسد صاحب نے کہا، آپ کو بھی یاد ہوگا اسمبلی میں اس سے پہلے بھی زیر و ہاول ہوا کرتا تھا اسکے لیے آج ہی آپ اسکا announce کریں تو بہتر ہے۔ میرے خیال میں سارے دوست اس پر راضی ہیں۔ کیونکہ ہر ایک کے اپنے حلقوں کے مسائل ہوتے ہیں وہ زیر و ہاول میں بولیں۔

جناب پسیکر: نہیں وہ میں سینئر ساتھیوں سے مل کر اُسکے لیے کوئی دن مقرر ہوگا کہ ہر اجلاس میں۔ وہ بیٹھ کر ایک طریقہ کار کر کے تو اگے سیشن سے ہم اس کو implement کر لیں گے۔

وزیر خزانہ: نہیں سر! پہلے بھی یہی ہوا کرتا تھا کہ اس کے لیے دن نہیں تھا جو اسمبلی کا سیشن ہوتا اس میں زیر و ہاول رکھا جاتا تھا۔

جناب پسیکر: عاصم صاحب! وہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن یہاں ہم اس پر بحث ابھی نہیں کر سکتے۔ ہم بیٹھ کر چیمبر میں اسکا لائچہ عمل کر کے اس کو formaly کریں گے۔

وزیر خزانہ: جناب پسیکر صاحب! اسمبلی کے سارے سینئر ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب پسیکر: دیکھیں قائد ایوان بھی نہیں ہیں ان کو on board لینا بھی بہت ضروری ہے۔

وزیر خزانہ: جی ہاں۔

جناب پسیکر: جی سرکاری کارروائی۔ جی مولانا واسع صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی سینئر منظر پی ائندہ ڈی۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): شکریہ جناب پسیکر امیرے خیال میں جناب پسیکر! جن جن ساتھیوں نے اپنے حلقوں کے مسائل کے بارے میں، کچھ دوستوں نے صوبے کے حوالے سے مسائل کو اجاگر کرنے کے لیے کچھ دوستوں نے ملکی سطح پر بات کی۔ میں سمجھتا ہوں اگر یہ اسمبلی نہ ہو تو پھر شاید ان مسئللوں کو یہاں اجاگر کرنے کے لیے یا ان کو حل کرنے کے لیے یا ان کو توجہ دلانے کے لیے کوئی اور فورم نہیں ہے۔ جناب پسیکر! تو میں سمجھتا ہوں کہ جن دوستوں نے جس point پر بات کی یقیناً بہت اہم points ہیں۔ اب جناب پسیکر! بشرط دوست صاحب نے جس معاہلے کا ذکر کیا۔ اب ایک مسلمان خاتون کے ساتھ جو اس قسم کے منصف بھی وہی اور قاتل بھی وہی اور سب کچھ وہی۔ اور ان کے خلاف

جو فیصلے آ جاتے ہیں اور مطلب فریق، منصف اور عدل سب کچھ امریکن گورنمنٹ کے پاس ہوتا ہے۔ تو دنیا میں کہیں بھی یعنی اسلام کو چھوڑ کر کسی بھی قانون میں اس طرح نہیں ہوتا ہے قاتل بھی وہی اور منصف بھی وہی فیصلہ دینے والا بھی وہی شخص ہوتا ہے۔ اب امریکن اور یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ ایک مسلم خاتون عافیہ صدیقی کو لے گیا ہے۔ اور کیس بھی اُسی قانون کے مطابق ان پر چلتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں جناب پسیکر! اس طرح مسائل کو اگر اس ہاؤس میں اجاگرنہ کیا جائے اور یہاں رونا نہ روئیں تو پھر کہ ہر جائیں۔ جناب پسیکر! یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور ہم اپنی مرکزی حکومت سے بحیثیت مسلمان ایک مسلمان اسمبلی ایک ہاؤس اپنی گورنمنٹ اپنے وزارت خارجہ کے توسط سے کہ یہاں اس اسمبلی کے توسط سے ہم یہی چاہتے ہیں کہ وہاں عافیہ صدیقی پر کیس دنیا کے کسی اور ملک میں جیسے کہ دنیا کی ایک بین الاقوامی عدالت موجود ہے۔ کیونکہ امریکہ ایک فریق ہے اور مسلمان دوسرا فریق ہے تو دونوں فریقوں کے درمیان اس طرح بین الاقوامی عدالت میں تاکہ دونوں فریقوں کا اس پر اعتماد ہو۔ تو جناب پسیکر! یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہاں ان کے جمل کے اندر بھی ہو اور عدالت اور نظام بھی ان کے ہاتھ میں ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنی حکومت سے اپنے وزارت خارجہ سے اور اس معزز ایوان کے توسط سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس طرح بین الاقوامی عدالت میں یہ کیس لے جائیں تاکہ پوری دنیا کا اس پر اعتماد ہو، دوسری بات یہ ہے جناب پسیکر! جیسے کہ مولانا عبدالصمد صاحب نے اپنے مسئلے کی توجہ دلانے کے لیے، ظاہر بات ہے کہ وہ گورنمنٹ تو ہے لیکن گورنمنٹ ادھر بھی ساری گورنمنٹ بیٹھی ہے اور وہاں بھی ساری گورنمنٹ ہے لیکن مسئلہ important ہے کہ اس میں سارے معاملات صرف صوبائی حکومت کے نہیں ہیں۔ کیونکہ جب ایک لاوانکل رہا ہے اور ماہرین اور ٹیکنیکل لوگ کہتے ہیں کہ 20 کلو میٹر ابھی باقی ہیں کوئی کہتا ہے کہ 60 کلومیٹر اور لوگ ایک تشویش کے عالم میں ہیں۔ اسمبلی وفاقی ایجنسیوں کے involvement کے بغیر یہ معاملہ حل نہیں ہو سکتا۔ تو میری اس معزز ایوان کے توسط سے وفاقی حکومت، وفاقی ایجنسیوں اور وفاقی اداروں سے گزارش ہے کہ ان معاملات کے جو اس قسم کی آفات آتی ہیں یا آ رہی ہیں یا اس کا جو خدشہ ہے یا لوگوں کے اندر جو بے یقینی ہے وہ دور ہو۔ کیونکہ اس قسم کی آفات کی روک تھام کے لئے ہمارے پاس اس قسم کے وسائل ہیں نہیں یا ان کے سد باب کے لیے یا لوگوں کو دوسری جگہ پر منتقل کرنے کے لیے۔ وفاقی حکومت اور ان اداروں کی توجہ دلانے کے لیے ہم جب مولانا عبدالصمد صاحب نے پیش کی ظاہر بات ہے میں سمجھتا ہوں ہم اس معزز ایوان

کے توسط سے ان کی توجہ دلانے کے لیے اس قسم کی بات کرتے ہیں۔ تو جناب پیکر! جعفر جارج صاحب نے جو ووٹ کے بارے میں بات کی۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہ ہو۔ وہ بھی ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں اسی وجہ سے جب جارج صاحب نے کابینہ میں یہ بات اٹھائی مطالہ کر دیا کہ ہمارا 3 فیصد ملازمتوں کا کوٹھ ہے یا 5 فیصد، تو کابینہ نے 3 فیصد کی منظوری دے دی۔ لیکن میں نے اسوقت بھی اس کی مخالفت کی کہ ہم ان کو ایک الگ دنیا کے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ الگ ہیں اور ہم الگ ہیں لیکن ہم سب پاکستانی ہیں ان کے بھی اس ملک کے اندر اتنے حقوق ہیں جتنے میرے آپ کے اور دوسرے دوستوں کے ہیں۔ تو اسی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ اب جوان کا طریقہ انتخاب ہے وہ بھی ووٹ کے ذریعے ہو جائے۔ اور اسکے لیے پیش اپنے لوگوں سے ووٹ دیکر ان کو وہ حق دیا جائے۔ اب جبکہ ایک آمر حکومت ایک غیر نمائندہ حکومت نے اس قسم کے فیصلے کر دیے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ان کا حق ہے اور یہ نکتہ اس معزز ایوان کے اندر اگر نہ اٹھایا جائے تو پھر کدھر؟ کیونکہ وہاں ایکیشن کمیشن اور وفاقی گورنمنٹ یہ ان کا سمجھکر ہے۔ جناب پیکر!

جو زمرک خان صاحب نے مادری زبانوں کی بات کی۔ آپ کو یاد ہے 1988ء میں جمعیت علمائے اسلام، بی این اے اور دوسری سیاسی جماعتیں تھیں۔ نواب اکبر خان مرحوم کی سربراہی میں حکومت قائم تھی۔ اس وقت بھی انہوں نے مادری زبان کے حوالے سے ایک گورنمنٹ کافیصلہ اسمبلی میں قرارداد پاس ہوئی لیکن رہی اس پر عملدرآمد کی نوبت اس پر عملدرآمد ہو جائے۔ تو ظاہر بات ہے کہ پہلے آپ ان کو اردو اور انگریزی یا کوئی دوسری سیاسی جماعتیں تھیں۔ نواب اکبر خان مرحوم کی سربراہی میں سیکھ نہیں سکتا ہے۔ اور ہر ایک بچے کو اس کی مادری زبان میں اس کے بعد آپ ان کو معاشرتی علوم، کیمسٹری، انگلش اور دوسرے بچکیش سمجھائیں۔ میں سمجھتا ہوں ہمارے بچوں پر ووٹ کا بوجھ ہے۔ پہلے تو ان کو صرف زبان جاننے کے لیے چار پانچ سال لگتے ہیں اس کے بعد وہ ٹینکنیکل معاملات میں ان کے علم، پھر تعلیم کی طرف روانہ ہوتے ہیں زبان تو علم نہیں ہے۔ لیکن اس کے بجائے دوسرے ملکوں کے جو لوگ ہیں وہ پہلے دن سے اپنی صلاحیتیں تعلیم حاصل کرنے یا علم وہنرا حاصل کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں ہم اپنے بچوں کے ساتھ انتہائی ظلم کرتے ہیں۔ اس سے ہٹ کر ہم نفرتوں کی بنیاد پر اس قسم کی بات نہ کریں کہ یہ بلوچ ہے یہ پٹھان ہے یہ پنجابی ہے سندھی ہے یہ فلاں ہے۔ بلکہ ہم اپنے بچوں کو اس فطری حق دینے کے غرض سے یہی میری تجویز ہے اس پر زمرک صاحب نے جو پاہنچا ہیا اس پر ہماری cabinet کے

یا پارلیمانی گروپ کے یا کوئی اس طرح سنجیدہ غور ہو جائے تاکہ ہم ان کے لیے موقع بھی فراہم کر لیں۔ کیونکہ ہر ایک چیز اگر ہم چاہتے ہیں تو اس کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک ان کے لیے مشکلات اور دوسرا ضروریات۔ تو ان سب کو مد نظر رکھ کر تاکہ ان کے آنے سے مشکلات پیدا نہ ہوں۔ فرض کریں کوئی کسی سکول میں پنجابی لڑکا بھی ہوتا ہے بلوچ بھی ہوتا ہے پشتوں بھی ہوتا ہے سندھی بھی ہوتا ہے۔ اب اگر آپ ایک زبان شروع کر دیں تو کس زبان کو؟ تو اس طرح ہم اسکو لوں کو اداروں کو اس طرح تقسیم کر لیں کہ ہمارے لیے مشکل نہ ہوں ایک ہی زبان کے بچے ہوں تو ہم وہاں سے پہلے مرحلے میں اسی زبان سے شروع کر دیں۔ جہاں مکس ہوں تو ان میں ہم اس طرح طریقہ استعمال کر لیں۔ جیسے کہ اردو ہے۔ تو جناب پسیکر! جیسے ہمارے دوست گیلو صاحب، جعفر صاحب اور اسد صاحب نے یا دوسرے دوستوں نے تو ان معاملات کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ زیر وہاں اگر اسمبلی کے قانون اور رولز میں موجود ہے تو رکھ لیں۔ اس پر ہر ایک اپنے علاقے کے اور اپنے حلقے کے مسائل بھی اجاگر کر سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے علاقے کے لیے ہمارے دوست ہمارے ساتھی تو بین الاقوامی معاملات میں بھی ادھر بہت اچھی بصیرت بھی رکھتے ہیں اور اپنی رائے بھی دے سکتے ہیں۔ تو میں اس کے حق ہوں آپ کی رائے ٹھیک ہے ہم آپ کے چیمبر میں حاضر ہو جاتے ہیں وہاں سے باقاعدہ آپ کی سربراہی میں اس پر فیصلہ ہو جائے میری یہی تجویز ہے جناب پسیکر!

جناب پسیکر: پھر وہ دیکھیں کتنا ٹائم دینا ہے آدھا گھنٹہ ایک گھنٹہ یا زیادہ وہ ہم پیٹھ کر اُس کو discuss کرتے ہیں۔ جی سرکاری کارروائی میر ظہور احمد!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب پسیکر صاحب!

جناب پسیکر: جی جعفر خان صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: ایک پوائنٹ جوزمرک صاحب نے اٹھایا ہے اور مولانا صاحب نے اس کی وضاحت کی ہے۔ اسوقت میں ایجوکیشن منٹر تھا یہ جب لوکل زبانوں میں تعلیم جاری ہونے لگی ہے۔ بڑے complicate ایشووز ہیں آئمیں۔ کیونکہ مختلف زبانیں، یہاں صوبے میں براہوی، بلوچی، پشتو، فارسی اور اردو بولی جاتی ہے جیسے مولانا صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا کہ اس سے complications پیدا ہوتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ محکمہ تعلیم اس کے اوپر ایک working کر کے cabinet میں لے آئے۔ پھر اُس کو اسمبلی میں لے آئے تاکہ اُس کے اوپر پورا cabinet

ground work ہو۔ اچھی تجویز ہے۔ تاکہ اُسکے اُپر پورا work ہو۔ پہلے بھی غلطیاں ہوئی تھیں۔ اس وجہ سے یہاں کھیت ان صاحب تھے وہ کہتے تھے کہ ہماری بلوچی اور دوسری بلوچی میں کچھ فرق ہے۔ ہماری جو بلوچی ہے اس کا الگ نظام کہا جائے۔ پشو والوں نے بھی کچھ اس طرح کے اعتراضات کر دیئے تھے۔ کوئی شہر کی جو مکس آبادی ہے اس میں بھی problem آنے لگے تھے۔ بہتر ہے کہ ایجیکشن ڈیپارٹمنٹ اس کے اوپر پر اپر درکنگ کر کے ورکنگ پسپر کیبینٹ میں پیش کر دے۔ پھر کیبینٹ اُسکی scrutiny کر کے مرحلہ دار اسمبلی میں لے آئے۔ دوسرا واپڈا کے متعلق میں بولنا چاہتا تھا۔ میں تو normally پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بولتا ہوں وہ قرارداد وغیرہ۔-----

جناب سپیکر: جعفر خان صاحب! اسمبلی کی کارروائی تو بھی چلانی ہے آپ بولیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: یہ جو واپڈا نے کویت فنڈ میں releases ہمارے میرے پاس یہ کاغذ میں، میں اسکو پر اپڑی آف دی ہاؤس بنادیتا ہوں۔ ایجیکشن سے یہ releases واپڈا کو 15 جون 2009ء کو ہوئے ہیں۔ لیکن آج تک میرے وہ کام اسٹارٹ نہیں ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کویت فنڈ ہے؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: جی ہاں کویت فنڈ ہے۔ 2009ء کو ایجیکشن نے واپڈا کو clearance دی تھی کہ اُنکے اوپر کام شروع کر دے۔ لیکن آج تک تقریباً 8 مہینے گزر گئے ہیں اس کے اوپر کام شروع نہیں ہوا ہے۔ یہی حالت پھر شاید دوسرے حلقوں میں بھی ہو گی وہ ممبر ان کو ذاتی پتہ ہو گا۔ اس delay کا بعض وقت یہ ہوتا ہے جیسے فارم ٹو مارکیٹ میں ڈیلے ہوتا رہا ہوتا رہا آخر وہ پروجیکٹ ہی ختم ہو گیا۔ خدشہ یہی ہے کہ اگر اسکا بروقت نوٹس نہ لیا گیا سینئر منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ بہتر اسکے اوپر بات کر سکیں گے ایجیکشن منسٹر تو اسوقت موجود نہیں ہیں۔ آپ اسکو اسمبلی کے through کیونکہ یہ ایک بڑا فرم ہے ہم سب ادھر بیٹھے ہیں۔ اسکا اگر آپ نوٹس لیں یہ بہتر ہو گا تاکہ یہ پروجیکٹ تو کم از کم ground پر آجائے اور لگ جائے۔

سینئر وزیر: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر: جناب سپیکر! جعفر خان صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے یقیناً یہ کویت فنڈ سے متعلق کافی دوستوں کو یہ شکایت ہے اور انکو مشکلات درپیش ہیں۔

جناب سپیکر: تو آپ A.C.S صاحب کو کہہ دیں۔

سینئر وزیر: میں یہی گزارش کروں گا۔ ہم ہفتے کے دن اس ہاؤس میں واپڈا کے چیف کو بھی بلائیں گے اور جن جن ساتھیوں کو اس بارے میں شکایت ہے میں سمجھتا ہوں کہ پی ائینڈ ڈی میں ہم ایک میٹنگ جس میں اریکیشن والے ہوں پی ائینڈ ڈی والے ہوں اور واپڈا والے ہوں میں سب کو کہتا ہوں کہ پی ائینڈ ڈی میں آ جائیں اور وہاں اس پر میٹنگ کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی سلیم صاحب!

جناب سلیم احمد ھوسہ (وزیر زکوٰۃ، عشر، حج و اوقاف): اسی حوالے سے جناب سپیکر! جیسے جعفر خان صاحب نے کہا اور مولانا صاحب نے بھی یقین دہانی کرائی۔ میرے حلقے میں بھی جناب! یہی مسئلہ ہے کویت فنڈ کا ابھی تک صرف تین گاؤں complete کیتے گئے ہیں باقی دس رہ گئے ہیں۔ ان پیسوں میں ٹوٹل تیرہ گاؤں ہوئے تھے۔ سر! اسکا یہ حال ہے کہ 2002ء سے لیکر 2007ء تک یہ کویت فنڈ کا ایک بھی گاؤں نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: سینئر منسٹر صاحب نے کہہ دیا۔

وزیر زکوٰۃ، عشر، حج و اوقاف: سراودہ پانچ سال بھی چلے گئے ایسا نہ ہو کہ یہ time period بھی ختم ہو اور یہ کویت فنڈ اسی طرح رہ نہیں جائے؟

جناب سپیکر: ٹھیک ہے وہ بات ریکارڈ پر آگئی اور سینئر منسٹر صاحب نے جواب بھی دے دیا۔ جی جناب ظہور احمد بلیدی صاحب اپنی قرارداد نمبر 44 پیش کریں۔

سید مطیع اللہ آغا (ڈپٹی سپیکر): جناب سپیکر! پواسٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی ڈپٹی سپیکر مطیع اللہ صاحب!

ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب سپیکر! یہاں بلیلی میں کشمکش کی چیک پوسٹ تھی اسکو ختم ہونے کے بعد دوبارہ لگا دیا گیا ہے اور وہ لوگوں کو بے جا تنگ کر رہے ہیں۔ لہذا جناب سپیکر! اس ہاؤس کے توسط سے میری یہ تجویز ہے اگر اس کو دوبارہ ختم کیا جائے۔ کیونکہ لوگ یہاں سے مسلم باغ اور دوسرے علاقوں کے لئے سامان لے جاتے ہیں انکو بلا وجہ تنگ کر کے ان سے پیے لیکر پھر چھوڑ دیتے ہیں ایک قسم کا دوبار بنا یا ہوا ہے۔ لہذا میری یہ تجویز ہے کہ یہ دوبارہ ختم ہو جائے۔ thank you

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی پواسٹ آن ریکارڈ آ گیا۔ جی ظہور احمد بلیدی صاحب اپنی قرارداد

نمبر 44 پیش کریں۔

مولوی محمد سرور موسیٰ خیل (وزیر محنت و افرادی قوت): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: سرور صاحب! یہ کارروائی آگے چلنے دیں۔ اچھا جی بتائیں؟

وزیر محنت و افرادی قوت: جناب سپیکر! میں مطیع اللہ آغا صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو support کرتے ہوئے، چونکہ ہمارا رُوت یہی ہے آنا جانا ہمارا اسی رُوت سے ہوتا ہے وہاں ایک عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! جیسے کوئی سبزی منڈی ہو پانچ چھ بندے ادھر کھڑے سودا بنا رہے ہیں پانچ چھ بندے ادھر کھڑے سودا بنا رہے ہیں اس علاقے کی یہ عزت کا سوال ہے۔ اب لوگوں نے کیا قصور کیا ہوا ہے محنت مزدوری کرتے ہیں۔ اور خاص کر پرائیویٹ گاڑیاں ہیں ان کو اتنا ذلیل کیا جاتا ہے جس میں ثوب ہے اور الائی ہے موسیٰ خیل ہے چمن ہے قلعہ عبداللہ ہے اور اس طرح قلعہ سیف اللہ اور مسلم باغ یہ جو ہماری بڑے بڑے شہر ہیں وہاں سے لوگ آ رہے ہیں جا رہے ہیں سفید ریش لوگوں کو میں نے دیکھا ہے اُس دن میں وہاں سے گزر رہا تھا ویگن سے عورتوں تک کو اُتارا گیا۔ پتہ نہیں ہم نے قصور کیا کیا ہے؟ جرم کیا ہوا ہے اس صوبے کے لوگوں سے کہ ہر دوسرے سپاہی کھڑے ہو کر کے اُن کو ذلیل و خوار کرتا ہے آپ مہربانی کر کے۔ یہ بھی نہیں پتہ چلتا ہے جیسے آغا صاحب نے عرض کیا کہ وہ کشم والے ہیں مجھے تو یہ بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ وہ کون ہیں؟ کوئی بھی وردی ڈال کر کے وہاں پر کھڑا ہو کر کے لوگوں کو خوار کر سکتا ہے۔ کوئی اُن سے یہ نہیں پوچھ سکتا ہے کہ بابا آپ کس ایجننسی سے ہو آئی ایس آئی سے ہو کشم سے ہو کس ایجننسی سے ہو پولیس سے ہو کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے وہاں چار پانچ قسم کی وردی والے لوگ ہوتے ہیں جس کے بارے میں دل میں انکے آئے اُس کو اشارہ کرتے ہیں وہ یچارہ اگر کھڑا نہیں ہو تو فائزگ شروع ہو جاتی ہے اور پھر اسکی لاش گاڑی سے نکلتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آن ریکارڈ آ گیا۔ جعفر خان مندوخیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر صاحب! جیسا کہ مطیع اللہ آغا صاحب نے کہا واقعی یہ حقیقت ہے کشم والوں سے بات کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی کشم والوں سے بات کرتے ہیں۔ جی ظہور بلیدی صاحب اپنی قرارداد نمبر 44 پیش کریں۔

سرکاری کارروائی

قرارداد نمبر 44

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر جی ڈی اے ر بی سی ڈی اے): ہر گاہ کہ گزشتہ دور حکومت میں حکومت پاکستان اور حکومت ایران کے مابین مکران کو بھلی کی فراہمی کا معاملہ طے پایا گیا تھا۔ جس کے تحت حکومت ایران 35 میگاوات بھلی مکران کو فراہم کر رہی ہے۔ موجودہ صوبائی حکومت نے دیہاتوں کو بھلی فراہم کرنا شروع کیا ہے۔ اور مختلف ترقیاتی فنڈز کے تحت مکران کے بیشتر دیہاتوں تک ٹرانسمیشن لائیں بچھادی گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے بھلی کی کھپت 50 میگاوات سے بڑھ چکی ہے۔ آنے والے دنوں میں بھلی کی لوڈ شیڈنگ بہت بڑھ جائے گی۔ جس کی وجہ سے معمولات زندگی اور زراعت پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ معاملے کے تحت یہ بھی طے پایا گیا تھا کہ بلوچستان اور ایران بارڈر کے ساتھ ماحقہ علاقوں جن میں تحصیل زمان اور پروم وغیرہ شامل ہیں، کو بھی حکومت ایران بھلی فراہم کر گی۔ حکومت ایران نے اپنے بارڈر تک بھلی کی ٹرانسمیشن لائیں بچھا دی ہیں لیکن حکومت پاکستان کی طرف سے تاحال کام شروع نہیں کیا گیا۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت ایران سے تجدید معاملہ کرے جس کے تحت مکران کو زیادہ بھلی فراہم کی جائے۔ نیز کیساکو حکام کو ہدایت جاری کی جائے کہ وہ اپنا کام جلد از جلد شروع کریں تاکہ بلوچستان کے دُور دراز کے علاقوں میں رہائش پزیر عوام کو بھلی کی سہولت میسر آسکے۔

جناب سپیکر: قرارداد نمبر 44 پیش ہوئی۔ اس پر مزید آپ بات کرنا چاہیں گے؟

وزیر جی ڈی اے ر بی سی ڈی اے: جی: جناب سپیکر! گزشتہ حکومت نے ایران کے ساتھ دو معاملے کیئے تھے۔ جو پہلا معاملہ ہوا تھا انکو 35 میگاوات کا۔ جو وہاں ایران سے مند کے بارڈر سے مکران کو supply ہو رہی ہے جس میں ڈسٹرکٹ کچ، ڈسٹرکٹ گوادر اور ڈسٹرکٹ پنجور شامل ہے۔ لیکن چونکہ اب بھلی کی ضرورت بہت بڑھ گئی ہے تو وہاں اسوقت بھلی کی کھپت تقریباً پچھن سے ساٹھ میگاوات ہے۔ اور تقریباً پانچ سے چھ گھنٹے لوڈ شیڈنگ روزانہ ہو رہی ہے۔ جس کا آپ کو معلوم ہے کہ لوگوں کو کتنی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اسکے ساتھ دوسرا معاملہ جمالی صاحب کے دور حکومت میں جب وہ وزیر اعظم تھے، تو وہ ایران گئے تھے اُنہوں نے ایک معاملہ کیا تھا کہ ایران کے ساتھ جتنے بھی ماحقہ

علاقوں ہیں اُن کو بھلی فراہم کی جائے۔ ایوان نے اپنا کام مکمل کر دیا ہے لیکن واپڈا نے وہاں پر کوئی کام نہیں کیا ہے۔ پچھلے دنوں میں نے دو تین دفعہ اُن سے رابطہ کیا وہ کہتے ہیں کہ جی معاملہ تو ہے لیکن چونکہ اسمبلی کوئی چوبیس پچس کروڑ روپے درکار ہیں تو ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔ تو جناب سپیکر! میں اس بات پر تحریر ہوں کہ واپڈا دوسارب روپے کا ریٹائل پاور پروجیکٹ اسٹارٹ کر سکتی ہے جس میں ایشیان ڈولپمنٹ بینک، ایکنک نے بھی اور ہمارے جو وفاقی وزیر خزانہ ہیں انہوں نے بھی تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ لیکن بلوجستان میں چونکہ یہ بہت ہی اہم نویعت کا معاملہ ہے اور ہمارے ہزاروں گاؤں ایسے ہیں جو ابھی تک زندگی کی تمام سہواتوں سے محروم ہیں۔ تو ہم یہی سمجھتے ہیں کہ یہ واپڈا اور وفاقی حکومت بلوجستان کے معاملات کو ابھی تک سنجیدگی سے نہیں لے رہی ہے۔ لیکن جناب سپیکر! اسمبلی ایک اور بات بھی ہے کیونکہ یہ معاملہ دو حکومتوں کے درمیان ہوا ہے۔ اس میں ایک حکومت نے معاملے کے تحت اپنا سارا کام مکمل کیا ہے اور دوسری حکومت وہ نہیں کر رہی ہے۔ اس سے ہمارے ملک کی بدنامی بھی ہو رہی ہے۔ تو ہماری حکومتیں جب دوسری حکومتوں سے معاملے کرتی ہیں اور اُس سے منحرف ہو جاتی ہیں اُس پر کام نہیں کرتیں۔ تو اس طرح سے ہمارے جو عالمی بینک سے اور عالمی ادارے ہیں اور دوسری حکومتیں ہیں وہ کام نہیں کر سکتی ہیں۔ لہذا جناب سپیکر! میں اس ایوان کے توسط سے اور آپ کے توسط سے وفاقی حکومت اور واپڈا سے مطالہ کرتا ہوں کہ وہ اپنا کام جلد از جلد مکمل کرے اور جو معاملہ کیا ہے اُس پر جلد از جلد عملدرآمد کرے۔ شکریہ جی۔

جناب سپیکر: جناب اسد بلوج صاحب!

میر اسد اللہ بلوج (وزیر زراعت): مہربانی جناب سپیکر صاحب! ظہور بلیدی صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے اس کی support میں گزارش کرتا چلوں۔ جناب! جہاں تک ملک میں بھلی کا تعلق ہے اور خاص کریے قرارداد مکران ڈویژن سے متعلق ہے۔ تو دنیا میں کہیں جب ملک بنتا ہے اُس کی اپنی جامع پالیسیاں ہوتی ہیں کہ ہر سال یا ہر پانچ سال بعد یا دس سال بعد کتنی دیہاتوں کو بھلی دینی ہے یا کتنے اضلاع کو بھلی دینی ہے۔ تو افسوس کی بات یہ ہے کہ اس ملک میں نہ کبھی جامع منصوبہ بندی ہوئی ہے اور نہ اُسکی ترتیب ہوئی ہے بلکہ اس ملک کو transit period پر چلاتے رہے۔ اسی لیئے آج ہم کچکوں لیکر آئیں ایم ایف کے کبھی دھئی، کبھی ہاگ کا گنگ، کبھی بینکاک کبھی سعودی عرب جا کے بھیک مانگتے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے اس سے میں اپنے knowledge میں آپ

کے توسط سے اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی قرارداد اس اسمبلی کے فضل دوست پیش کریں اور اُس پر عملدرآمد نہ ہوں تو اس پر مزید ہم کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ تمہدہ سویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد جو پندرہ نئے ممالک دُنیا کے نقشے میں آئے، انہوں نے اپنی اسمبلی میں صرف ایک قرارداد پیش کی، جیسے ازبکستان، ترکمانستان، آذربایجان وغیرہ۔ ہماری اسمبلی میں کسی بھی مسئلے پر کسی اہم مسئلے پر بلوجستان کے مختلف حوالے سے، جیسے بلوجستان میں operation سے متعلق قرارداد پیش ہوئی، missing persons سے متعلق قرارداد پیش ہوئی۔ بھلی کے مسئلے پر قرارداد پیش ہوئی یا کراچی میں جو حالات ہوئے وہاں کے پشتونوں، بلوجوں اور سندھیوں کو جس طریقے سے اگر اس قرارداد کے ساتھ ہی آج جو ہم بات کر رہے ہیں آیا اس کی پوزیشن جناب سپیکر صاحب! وہی ہوگی؟ یا تو ہم اس صوبے کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے ہیں، ہم اس ملک کی اکائی ہیں۔ مکران میں بھلی کا جہاں تک تعلق ہے 80 فیصد وہاں دیہاتوں میں بھلی نہیں ہے۔ اور واپڈا جہاں اسوقت بھلی کا رونا رو رہی ہے میرے خیال میں باقی جگہوں میں مسئلے اُس کے لئے گھمہ بیر ہیں لیکن مکران میں جو پینتیس میگاواٹ بھلی وہ لے رہی ہے اُس سے تو ان کو بچت ہو رہی ہے اسلئے کہ وہ ستادے رہا ہے۔ اس قرارداد کی support مشرکہ جو مکران کے ہمارے ایم پی ایز ہیں نہ صرف ظہور بلیدی صاحب مشترکہ ایک سو میگاواٹ بھلی ایران سے وفاقی گورنمنٹ لے لے تاکہ ضروریات پوری ہوں۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: thank you حبیب محمد حسنی صاحب!

میر حبیب الرحمن محمد حسنی (وزیری و اس اور QGWSP): میر ظہور احمد بلیدی صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اسکی حمایت کرتا ہوں۔ اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ملک میں جس طرح بھلی کی کمی ہے وہ ظاہر ہے اُس پر زیادہ time لگے گا نئے پاور پراجیکٹ بنانے میں کئی سال لگ جائیں گے۔ جبکہ ایران بلوجستان کو بھلی دینے کے لئے تیار ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ ہم مکران کو بھی سو میگاواٹ بھلی دینے کو تیار ہے اگر کوئی بات کرے تو ہم پورے بلوجستان کو بھلی دینے کو تیار ہیں۔ تو میری یہ request ہے کہ وفاقی حکومت سے اس قرارداد میں یہ شامل کیا جائے کہ پورے بلوجستان کو اگر ایران بھلی دے سکتا ہے تو کیوں نہ ہم وہاں سے لیں۔ ابھی یہاں پر یہ حالت ہے کہ ہمارے اضلاع میں جہاں پر زمینداری ہوتی ہے وہاں پر اٹھارہ اخبارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہے۔ جہاں پر آپ سمجھیں کہ بھلی ہے ہی نہیں۔ تو لوگوں کا ذریعہ معاش زمینداری ہے اور زمینداری کا دار و مدار ٹیوب ویز پر ہے اور بھلی

ہے ہی نہیں۔ اور اگر پورے بلوچستان کو فی الحال نہیں ہو سکتا تو کم از کم یہ ہو کہ جس طرح مکران کو بھلی دی جا رہی ہے جیسے چاغی ہے ڈسٹرکٹ واشک ہے جو ایران بارڈر کو touch کرتے ہیں ایرانی بارڈر پر ہیں تو کم از کم یہ ہو، بھی بھی ڈسٹرکٹ چاغی میں تفتان کو اور ڈسٹرکٹ واشک میں ماشیل کو بھلی دی جا رہی ہے کم از کم یہ کیا جائے کہ واشک اور چاغی ان پورے اضلاع میں بھلی دی جائے جو ان کے بڑے بڑے شہر ہیں۔ تو اُس سے میری یہ request ہے کہ ان کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: Ok۔ پہلے حمل صاحب اسکے بعد محترم نسرين کھیتان صاحبہ۔ جی حمل صاحب!

میر حمل کلمتی (وزیر ماہی گیری): شکریہ جناب سپیکر صاحب! جو قرارداد ظہور بلیدی صاحب نے پیش کی ہے اس کی میں مکمل حمایت کرتا ہوں اور ساتھ یہ بھی کہتا چلوں کہ 1991ء میں مکران میں بھلی دی گئی مند کے through ایران گورنمنٹ سے agreement ہوا۔ پچھلے چار سالوں سے مکران میں بھلی کی کافی کمی ہے لیکن ایرانی گورنمنٹ بھلی دینے کے لئے تیار ہے۔ پتہ نہیں کہ وجوہات کی بناء پر مرکزی حکومت ایران سے کیوں مزید بھلی نہیں لیتی جبکہ پورے پاکستان میں بھلی کا مسئلہ چل رہا ہے۔ ریٹائل پاور پلانٹ کے ذریعے اربوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں جبکہ یہ اہم ایشو ہے۔ جب 27 دسمبر کو وزیر اعظم صاحب گوادر تشریف لے آئے تھے تو مکران کے ایک وفد نے اپنا سب سے اہم ایشو بھلی کے حوالے سے بات کی۔ اور وزیر اعظم صاحب نے وفاقی وزیر کو ہدایت کی کہ مکران کے اس اہم مسئلے کو فوری طور پر حل کیا جائے۔ اور اس کے بعد جنوری میں چیف کیسکو جناب شفیق صاحب سے بھی ملا تو انہوں نے بھی کہا کہ ہم ایران جا رہے ہیں لیکن ہمیں اس مسئلے کے حوالے سے نہیں بتایا گیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ income واپڈا کو مکران سے ہو رہی ہے۔ کیونکہ سوا پانچ روپے میں ایرانی گورنمنٹ بھلی ہمیں دے رہی ہے اور جبکہ عوام سے دس روپے فی یونٹ چارچ کئے جا رہے ہیں۔ میری آپ سے request ہے کہ وہاں پر اس وقت 35 میگاوات کے دو ٹرانسفارمرز لگے ہوئے ہیں مزید صرف ایک ٹرانسفارمر کی ضرورت ہے change line کی ضرورت نہیں ہے صرف ایک ٹرانسفارمر بڑھایا جائے اور جس پر ایرانی گورنمنٹ agree بھی ہے۔ اور وہ پاکستان گورنمنٹ خاص طور پر بلوچستان کو بھلی دینے کے لئے تیار بھی ہے۔ انہوں نے اپنا کام بھی مکمل کیا ہے۔ تو جناب سپیکر! آپ سے درخواست ہے کہ آپ گورنمنٹ سے بات کریں اور اس اہم ایشو کو حل کریں۔ اور ساتھ ساتھ گوادر کے لئے جو 100 میگاوات کا agreement ایران گورنمنٹ سے ہوا ہے پچھلے تین سال سے

وہ کہہ رہے ہیں کہ کام شروع کریں گے مگر کام ابھی تک شروع نہیں کیا گیا ہے۔ میٹنگز ہوتی ہیں لیکن کام نہیں شروع کرتے۔ تو آپ سے درخواست ہے کہ اس اہم ایشون کو فوری طور پر حل کرائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ نسرین صاحبہ! بات کریں گے، پھر صادق عمرانی صاحب اور اسکے بعد گلیو صاحب۔ جی محترمہ نسرین کھیتان صاحبہ!

محترمہ نسرین حسن کھیتان (وزیر): شکریہ جناب سپیکر! میں ظہور بلیدی صاحب کی قرارداد نمبر 44 کی مکمل حمایت کرتی ہوں۔ اسی حوالے سے پچھلے دو ریں بھی آپ کو یاد ہو گا کہ یہی قرارداد منظور ہوئی تھی اور اُس پر کام بھی شروع ہو گیا تھا لیکن تھوڑا سا problem اس لئے تھا کہ میرے خیال میں اُن کو لیویز کی یا خلافتی point of view سے اُس پر کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی تھی۔

جناب سپیکر! مجھے یہ بات سمجھنہیں آتی دیکھیں ہم ایران سے تو بجلی لے رہے ہیں ٹھیک ہے وہ اُس ایریا cover کرے گی۔ لیکن جب ہمارے یہاں سے چمالنگ، ہرنائی اور ان علاقوں سے ٹرک بھر بھر کر کوئلہ کے باہر کے علاقوں میں بھیجے جاتے ہیں۔ اتنی وافر مقدار میں کوئل مائزہ ہیں کیا ہم وہاں پر ایک Mini Power Project نہیں بناسکتے ہیں؟ کیا اس پر زیادہ خرچ آ جاتا ہے؟

جناب سپیکر: حبیب صاحب! توجہ سے سنیں۔

محترمہ نسرین حسن کھیتان (وزیر): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے اپیل کرتی ہوں کہ یہ ہمیں چھوٹے چھوٹے پاٹھکیلیں جو پاور پروڈیکٹس ہیں ان کے لئے ایک قرارداد یا وفاق سے مدد لینی چاہیئے کہ اگر ایک وہاں پر بن جائے تو ہمارے پورے ثوب ڈویژن کو وہ cover کر سکتا ہے۔ شکریہ جی۔

جناب سپیکر: جی صادق صاحب!

میر محمد صادق عمرانی (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب سپیکر! ظہور بلیدی صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ اور سب کی یہی کوشش ہے یہاں جتنے بھی معزز ارکین اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہم اپنے اپنے علاقوں اور صوبے کی ترقی کے لئے کام کر سکیں۔ مگر ان کیونکہ دور دراز علاقہ ہے چونکہ ایران وہاں سے نزدیک ہے اور ایران سے ہمیں بالکل تجارتی تعلقات بھی رکھنے چاہئیں ہمیں اگر ایران سے سستی بجلی ملتی ہے تو لینی چاہیئے میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب سپکر: جی عاصم کرد گیلو صاحب!

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): شکریہ جناب سپکر صاحب! جو ہمارے معزز وزیر ظہور بلیدی صاحب نے قرارداد نمبر 44 پیش کی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ جناب سپکر! میرے خیال میں یہ بات 1988ء سے چل رہی ہے جب نواب اکبر خان بگٹی حکومت میں تھے۔ ایران نے اس وقت بھی پیشکش کی تھی کہ ہم سارے بلوچستان کو بجلی دینے یہ بات چلتی رہی۔ اس کے بعد ایرانی ایک وفد بھی آیا تھا ان سے بھی بات ہوئی تھی مگر ایران اس وقت سے یہ پیشکش کر رہا ہے کہ مکران نہیں بلکہ ہم سارے بلوچستان کو بجلی دینے گے۔ جناب سپکر! آپ خود جانتے ہیں کہ بلوچستان کو تقریباً 1200 میگاوات بجلی کی ضرورت ہے اور اس وقت بلوچستان کو جو بجلی مل رہی ہے وہ تقریباً 400 یا 500 میگاوات ہے۔ آئیں جو short fall ہے وہ تقریباً 600 سے above ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے بلوچستان کے جتنے بھی زمیندار ہیں ہر وقت وہ کیسکو کے خلاف ہڑتاں اور احتجاج کر رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے بلوچستان کے 80 فیصد لوگوں کی گزر بسر زراعت پر ہے۔ اور بجلی بھی تقریباً آٹھ گھنٹے چھ گھنٹے حتیٰ کہ وہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ روزانہ ہوتی ہے۔ اور fluctuation اس طرح ہے کہ ان کی جو مشینیں ہیں وہ بھی نہیں چل سکتیں۔ جناب سپکر! گوارد آپ گئے ہو گئے وہاں پر ایران سے جو بجلی آ رہی ہے اس کا ولیع up and down 450 ہے وہ یقین کریں کہ اس سے بلب بھی مشکل سے جلتا ہے وہ بالکل لاثین کی طرح سرخ ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا اس کا مطالعہ بھی کیا ہوگا۔ مختلف ڈسٹرکٹوں میں میں گیا ہوں میں اپنے ڈسٹرکٹ کا بتاؤں لوگ فریاد کرتے ہیں ایک ایک فیڈر ہے۔ جناب سپکر صاحب! آپ یقین کریں میں آپ کو مٹھری فیڈر اور بھاگ فیڈر کا حوالہ دوں وہ وہاں سے چل کر سنی تک ایک فیڈر ہو جاتا ہے تقریباً پینتالیس پچاس ساٹھ کلومیٹر پر ایک فیڈر۔ اور اس کا گرد اٹیشن سبی میں ہے۔ سپکر صاحب! ایک یہ کہ وہاں سے لوگوں کو بجلی میسر نہیں ہوتی ہے دوسری اس کی لوڈ شیڈنگ اور اسکی fluctuation کی وجہ سے لوگوں کے سر سیل جل جاتے ہیں اور بلوچستان کے زمینداروں کا جینا دو بھر ہو گیا ہے اور ان کے باغات ختم ہو گئے ہیں ان کی زراعت بالکل ختم ہو گئی ہے یہاں لوگوں کی گزر بسا سی پر ہے۔ جناب سپکر! جب صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب آئے تھے ان کے سامنے بھی ہم لوگوں نے احتجاج کیا اور ہمارے زمینداروں کے وفد نے بھی ان سے ملاقات کی تھی۔ اور پچھلے سال ایران سے معاهدہ کیا گیا تھا کہ ہم 1200 میگاوات

بلوچستان کو بھلی دینے مگر بہت وقت گزر گیا اس پر عمل درآمد نہیں ہوا رہا ہے۔ میں اس میں آپ سے یہ request کروں گا کہ مکران کے لئے جو معاهدہ ہوا ہے گورنمنٹ آف پاکستان کا ایران کے ساتھ کہ 1200 سو میگاوات بلوچستان کو بھلی چاہیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اس میں یہ include کر دیں 1200 میگاوات جو بلوچستان کے لئے معادہ ہوا ہے ایران کے ساتھ وہ سارے بلوچستان کو دیا جائے۔

جناب سپیکر: 1500 میگاوات تو لے لیں۔ 1200 کے چکر میں 1500 نہ رہ جائیں نا۔

وزیر خزانہ: سپیکر صاحب! معادہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر فوزیہ صاحبہ!

ڈاکٹر فوزیہ نذیر مری (ممبر پاکستان نرنسنگ کونسل): جناب سپیکر! جو قرارداد ظہور صاحب نے پیش کی ہے اس کی حمایت کے علاوہ ایک بات کہ جو معادہ ہوا تھا جب جمالی صاحب وزیر اعظم تھے جو دوسرا معادہ ہوا تھا کہ بارڈر کے ساتھ جتنی دیہات ہیں ان کو بھلی ملے گی۔

M . Speaker: Doctor Sahiba ! are you on your seat ? ok.ok .

ممبر پاکستان نرنسنگ کونسل: سر! امیں جو ایک بات آئی ہے کہ ٹرانسیشن لائن بچھا دی گئی ہے۔ یہ معادہ ہوا تھا جب جمالی صاحب پرائم منستر تھے اُس دور کا معادہ جو دینے والے تھے انہوں نے تمام ٹرانسیشن لائن اپنے بارڈر کے علاقے تک لا کے بچھا دی۔ اور ہم لینے والے جو ہمارے ملک میں بھلی کا اتنا شدید بحران ہے جو ہم سب کافی دنوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر بھی ہم وہ دی ہوئی بھلی نہیں لے رہے ہیں۔ تو جناب سپیکر! یہ ہمارے لئے بہت ہی شرم کا مقام ہے۔ یا پھر ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ یہ دیہات بلوچستان کے ہیں اس لئے وفاقی حکومت بھلی نہیں لے رہی ہے۔ تو آپ سے گزارش ہے کہ اس پر اتنی strict ruling دیتا کہ اس پر عمل درآمد شروع ہو جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: میں تو ruling دوں گا لیکن مولانا واسع صاحب سے-----

سینئر وزیر: جناب سپیکر! -----

جناب سپیکر: مولانا صاحب! دوسرے ممبر ان بات کامل کر لیں تو آپ آخر میں بات کر لیں کیونکہ

پاور فل آپ کا ڈیپارٹمنٹ ہے ایکنک وغیرہ سے جو deal کر رہا ہے۔ جی شاہنواز مری صاحب!

میر شاہنواز خان مری (وزیر کھیل و ثقافت): ڈسم اللہ الرحمن الرحيم - جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ

نے ہمیں بولنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! بھلی کا مسئلہ وہ یہ ہے کہ اس وقت حکومت 1200 میگاوات بھلی پیدا ہو رہی ہے۔ 600 میگاوات بھلی اوقیانوسی وائل پیدا کر رہے ہیں۔ 160 میگاوات بھلی حبیب اللہ کوٹل کوئی میں گیس استعمال کر کے پیدا کر رہے ہیں۔ 35 میگاوات بھلی ہمیں ایران سے ملتی ہے۔ ٹول بھلی بلوچستان میں جو پیدا ہو رہی ہے ایران والے کے ساتھ 2000 میگاوات بنتی ہے اور یہ بہت بڑی بحثی ہے کہ وفاقی گورنمنٹ کے ساتھ پچھلے سال بھی کافی اس پر بحث و مباحثہ کیا۔ مگر ٹول 2000 میگاوات میں سے ہماری بلوچستان کی کمپنی 1200 میگاوات ہے۔ یعنی ہم خود بھی پیدا کرتے ہیں بلوچستان میں، اسکے باوجود یہاں دس سے بارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ suggestion کر تے ہیں۔ بلیدی صاحب نے جو قرارداد پیش کی اور مسز نسرین کھیتران صاحب نے جو suggestion کر کے اگر کوئی اور مسئلہ ہے تو پھر ہم کوئلہ سے پہنچانگ میں پیدا کریں گے اور پھر وہ بھلی پنجاب چلی جائے گی ہمیں تو استعمال کرنے نہیں دینگے۔ جیسے حکومت میں جو بھلی پیدا ہو رہی ہے وہ 1200 میگاوات ہے۔ بلوچستان کو تو صرف حکومت کی بھلی پیدا کر کے دی جائے تو ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ لیکن unfortunately میں چاہتا ہوں کہ آپ کے توسط سے اس مسئلے کو وفاقی گورنمنٹ کو پہنچایا جائے کہ جی 2000 میگاوات میں سے ہمیں صرف 600 یا 700 میگاوات بھلی کیوں دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: Ok جی زمرک صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی۔

انجینئر زمرک خان (وزیر مال): جناب سپیکر! میں ظہور بلیدی صاحب کی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ مکران ڈویژن میرے خیال میں رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا ڈویژن ہے اور بھلی کا مسئلہ بھی بہت زیادہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بھلی کے جتنے بھی problems ہیں سب سے زیادہ بلوچستان میں ہے۔ چاہے وہ ہمارا حلقة ہو یا جتنے بھی بارڈرز ایریاز ہیں جو ہم ایگر لیکچر پر depend کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جواپی پاکستان کی بھلی ہے۔ جیسے انہوں نے کہا کہ بلوچستان کو 1200 میگاوات بھلی کی ضرورت ہے ہماری اپنی گورنمنٹ کی بھلی ملتی ہے وہ بھی کم ہے کیونکہ میں نے پہلے بھی یہ کہا تھا کہ جب تک اس کا permanent حل نہیں نکالا جائے وہ اسی طرح ہے میں نے پہلے بھی سفارش کی تھی کہ جی ڈیرہ غازی خان سے لورالائی ٹرانسمیشن لائن کو جلد از جلد بحال کرایا جائے۔ جی پی سی ون بتتے ہیں estimate بن جاتے ہیں پھر وہ سردارخانے میں ڈالے جاتے ہیں اُن پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوتا ہے۔ آپ کی ڈیرہ اسماعیل خان ڈوب جو ٹرانسمیشن لائن

ہے اُس کو بڑھایا جائے۔ ہم کیوں دوسرے ملکوں سے ہر وقت خیرات مانگتے ہیں ٹھیک ہے سب سے بڑی جو محرومیوں کی بات ہم کرتے ہیں وہ تو یہی ہے۔ گیس یہاں سے نکلتی ہے لیکن سب سے آخر میں ہمیں ملتی ہے۔ صرف چار اضلاع ہیں جن کو گیس ملی ہوئی ہے۔ آج بھی ہم پرائم منستر سے یا وفاق سے request کرتے ہیں درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں گیس دی جائے۔ قلعہ عبداللہ یہاں سے چھپیں کلومیٹر کے فاصلے پر ہے ہمیں گیس نہیں مل سکتی تو بجلی کیسے ملے گی۔ اٹھارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے ابھی پھر سینر شروع ہونے والا ہے۔ آپ ثوب سے مکران تک جائیں چاغنی تک جائیں آپ یہاں سے نصیر آباد تک جائیں اٹھارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ ہمارے زمیندار تو تباہ ہو گئے ہیں ہم نے پہلے بھی قرارداد پیش کی ہے اور ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم ادھر قرارداد پیش کرتے ہیں اُس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوتا اور آج تک نہیں ہوا ہے۔ ہماری تو خواہش یہ ہے کہ ہم قرارداد پیش کریں اور وفاق اس پر عمل درآمد کرے۔ ہمارا جو ڈرافٹ بنایا تھا اُس پر بھی ہم نے یہی کہا تھا کہ سب سے پہلے ہماری صوبائی اسمبلی کی قرارداد پر عمل درآمد ہو یہاں پر ہوتا ہیں ہمیں خود کوئی طریقہ نکالنا چاہیے۔ جس طرح ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں کہا تھا کہ ہم ریکوڈ بھی خود چلائیں گے ہم سیندک بھی خود چلائیں گے۔ تو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے ریکل پاور یہاں پر بنالیں۔ چار دن پہلے میں اسلام آباد سے آیا لشکری رئیسانی سے یہی کہا وہاں پر جتنے ہمارے سیکرٹریز تھے واٹر اینڈ پاور ان کے پاس میں گیا تھا اسفندیار خان صاحب تھے مولوی سرور صاحب تھے۔ میں نے یہی کہا کہ ہمیں ٹیوب ویل دے دیں ہماری بجلی بحال کر دیں۔ ہمارے ٹیوب ویل بند ہیں ہمارے پاس بجلی نہیں ہے ہم کس طرح ان کو چلائیں گے۔ دن میں چھ گھنٹے ہمیں بجلی ملتی ہے اگر کوئی fault آ جاتا ہے یا کوئی ٹاور اڑا دیا جاتا ہے پھر دس دن تک بند رہتی ہے۔ آپ درختوں کی حالت دیکھ لیں ان کا رنگ بالکل زرد پڑ گیا ہے کوئی درخت آپ کے کام کا نہیں ہے وہ سیب جو ہمیں دس سال پہلے ملتے تھے اب وہ چیز نہیں ہے۔ ہم ان لوگوں کی آواز کس طریقے سے ان تک پہنچائیں ایک تو یہی بات ہے۔ دوسری بات دیکھیں ہماری اسمبلی کے پندرہ ممبرز یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ہم برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ بارہ بجے اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا ہے ابھی ایک بجائے ایک گھنٹہ بھی ہم بیٹھ نہیں سکتے اور آپ سے بھی یہ request کریں گے کہ جتنی بھی ہم پوانٹ آف آرڈر پر بات کریں چاہے وہ دو گھنٹے ہو۔ زیر و ہادر دیتے ہیں دو گھنٹے دے دیں تین گھنٹے دے دیں اسمبلی کا اجلاس تو چار چار، پانچ پانچ گھنٹے تک چلتا رہے اور ہم اپنی آواز اسی

طرح عموم کی نمائندگی اسی آئیبلی فلور پر آکر کرتے ہیں لوگ ہم سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ جی آپ ہماری بات کس طرح اسمبلی میں کرتے ہیں۔ ہم تو cabinet میں بات کرتے ہیں اُن کو پتا نہیں چلتا ہے ہم آپ کے چیئرمیں بات کریں گے ان کو کچھ پتا نہیں چلے گا۔ لیکن اسمبلی کے through کرتے ہیں وہ صحیح طریقے سے اُنکی نمائندگی ہو سکتی ہے۔ برائے مہربانی آپ ممبروں کو بھی پابند بنالیں کہ ابھی تو سب چلے گئے بات کر کے چلے جاتے ہیں۔ یہ تو بہت افسوس کی بات ہے کہ 65 میں سے 15 یا 20 ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں اس طرح تو اسمبلی کا جو تقاضا ہے وہ بھی مجرور ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: پندرہ نہیں، پندرہ سے زیادہ ہیں کورم پورا ہے۔

وزیر مال: پورا تو ہے۔ لیکن میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ کورم پورا نہیں ہے کورم پورا ہے اسلئے تو ہم بات کر رہے ہیں۔ تو سر! میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ جناب! آپ یہاں پر جو واپڈا کے چیف ایگزیکٹو بیٹھتے ہیں kindly ان کو بُلا لیں۔ کسی چیز پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے جس طرح کویت فنڈز کی بات ہوئی میرا خود کویت فنڈز کے دو سال ہو گئے ابھی تک ہماری ایکیمیں ویسے ہی پڑی ہوئی ہیں کبھی کہتا ہے تار نہیں ہے کبھی کہتا ہے پولنہیں ہیں کبھی کہتا ہے ٹرانسفر مر نہیں آتے ہیں۔ اور جو بڑے بڑے کنٹرکٹرز ہیں وہ اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جس طرح ہمارے روڈ کا مسئلہ تھا روڈ میں بھی یہی حسین دالے تھے ان کو وفاقی گورنمنٹ کی سر پستی حاصل تھی۔ آج واپڈا والے بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ جی وہاں پر جو کنٹرکٹرز بیٹھے ہوئے ہیں ان پر ہمارا بس نہیں چلتا ہے۔ ہم کس طرح اس بلوجستان کو آباد کریں گے کس طرح آگے لے جائیں گے۔ میں تو کامل حمایت کرتا ہوں آپ کے توسط سے آپ kindly اس پر کوئی ایسا strict action لے لیں کہ ان کو سمجھ آسکے کہ ہم لوگوں میں بھی کوئی پاور ہے۔

جناب سپیکر: thank you عبد الرحمن صاحب! اُسکے بعد عبدالحق صاحب! آپ بات کریں گے۔

میر عبدالرحمن مینگل (وزیر معدنیات): شکریہ جناب سپیکر! جس طرح ظہور بلیدی صاحب نے یہ قرارداد پیش کی میں اس کی کامل حمایت کرتا ہوں۔ حسب روایت حمایت تو کی قرارداد پیش ہو گئی باقی کچھ نہیں ہے۔ جتنی قراردادیں جب سے یہ آئیبلی وجود میں آئی ہے موجودہ میں کہتا ہوں ایک قرارداد کی کوئی مثال مجھے دے دیں کہ اس قرارداد پر عملدرآمد ہو گیا ہے۔ غالب کہتا ہے:-

— دل کو بہلانے کیلئے یہ بھی خیال اچھا ہے

جناب! یہ بلوجستان ہے اگر باقی تین صوبوں کے ساتھ ایران کا بارڈر ہوتا شاید اُسی وقت ہو چکا ہوتا بلکہ

بھل بھی آچکی ہوتی۔ بدستی سے یہ بلوچستان ہے اور اس کا بارڈر جو ایوان کے ساتھ ہے اسلئے یہ کام نہیں ہو رہا ہے۔ ایک تو بھیک مانگتے ہیں، اگلا دیتا ہے پھر ہاتھ لمبا کرنے کیلئے بھی پھر ہاتھ کا سہارا دیکر کہ ابھی کپڑا لو لے لو اپنی بھیک۔ اتنی بھی وہ زحمت نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہے۔ لہذا اس ایوان کے توسط سے آپ سے مطالہ کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو باقاعدہ عملی شکل ملے تاکہ ایک مثال قائم ہو کہ ہاں بھی ایک قرارداد پر عمل ہو گیا۔ thank you جناب!

جناب سپیکر: جی بشرط دوست صاحب!

جناب عبدالخالق بشروست (وزیر بلدیات): شکریہ جناب سپیکر! بلوچستان میں بھل کی جو شارٹج ہے اور اس پر جناب ظہور بلیدی صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اُس کی حمایت کرتے ہوئے یہ تجویز بھی پیش کروں گا کہ بلوچستان میں بھل کی لائنس جب بولان یا دوسری جگہوں میں کٹ جاتی ہیں تو اس کی وجہ سے سارے بلوچستان کو خاص کر کوئی نہ اور دوسرے علاقوں کو بہت زیادہ بھل کی شارٹج کا سامنا ہوتا ہے۔ جس سے نہ صرف زمیندار بلکہ عام لوگوں کو بھی بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے جن میں گھریلوں صارفین کیلئے پانی کا مسئلہ ہوتا ہے۔ لہذا زمینداروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ میں تجویز پیش کروں گا کہ بلوچستان کے جن علاقوں کو بعض اوقات بھل فراہم نہیں ہوتی ہے خاص کر گرمیوں میں تو اسکو پورا کرنے کیلئے ڈیرہ اسماعیل خان سے کوئی تک ہائی ٹرمیشن لائی بچھائی جائے۔ اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس بات کو serious یا اسکو واقعی حکومت تک پہنچائیں۔ وہ اگر واقعی بلوچستان کو کوئی پیکچ دینا چاہتی ہے یا بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ ہمدردی کرنا چاہتی ہے یا بلوچستان کے لوگوں کی بھلانی کیلئے کوئی کام کرنا چاہتی ہے تو وہ اس پر جلد از جلد عملدرآمد کرے تاکہ بلوچستان کے بعض علاقوں جو اکثر اوقات بھل سے محروم ہو جاتے ہیں اُن کو بھل وقت پر فراہم کی جائے۔ thank you

جناب سپیکر: جی جعفر مندوخیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: ایک تو بھل کا مسئلہ ہے جو بلیدی صاحب نے قرارداد پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں یہ انہائی ضروری ہے۔ میں خود مکران میں رہا ہوں vast علاقہ ہے بھل کا تصور نہیں ہے۔ ایران گورنمنٹ سستی بھل provide کرنا چاہتی ہے ہم کیوں نہیں لیتے ہیں؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے اوپر توجہ دی جائے اور اس قرارداد کی حمایت کی جائے۔ اور اس کے پیچے گورنمنٹ بھی کوئی force لگائے۔ as a government جب چیف نسٹر صاحب مع کابینہ

جاتے ہیں وزیر اعظم سے ملنے ہیں صدر سے ملنے ہیں تو یہ اہمیت والی چیزیں اُس لیول پر put up ہوئی چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں اس کے مساوئے جیسے اسمبلی میں مختلف ہمارے جو معزز ممبران صاحبان نے تمام بلوجستان کے لئے اس کا توصل موجود ہے وہ حل کریں باقی علاقے ان کے پاس بہانہ ہے کہ بھلی کم ہے۔ تو ہمارے ٹوب میں قلعہ سیف اللہ میں خاص کروہ علاقے آپ جب کھڑکوچھ قلات سے لے کر کے specially قلعہ سیف اللہ یا اس سے آگے لوار الائی تک ادھر پشین وغیرہ یہ علاقے بھلی کی لوڈ شیڈنگ سے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں، اُس صورت میں کہ ان کی زمینداری ختم ہو جاتی ہے۔ تو ہلہذا ان علاقوں کی لوڈ شیڈنگ اگر ختم نہیں کر سکتے ہیں اتنی بھلی تو ہوتا کہ ان کی زمینداری تو کم از کم چل سکیں۔ یہ پھر کر سکتے ہیں یہ تو within that وہ بھی ہمارے ان علاقوں میں جدھر ٹیوب ویز نہیں ہیں اگر زیادہ کر لیں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا لوگ لاٹھن سے گزارا کر لیں گے لیکن ٹیوب ویز بغیر بھلی کے نہیں چل سکتے۔ دوسرا ایک اور مسئلہ یہاں آیا ہے قراردادوں کا۔ میں سمجھتا ہوں قرارداد کی حیثیت جو ہے وہ ایک سفارش کی ہوتی ہے کہ یہ اسمبلی اس کی سفارش کرتی ہے۔ مرکزی حکومت کے پاس جب یہ قرارداد چلی جاتی ہے تو وہ کہتی ہے کہ criteria پورا نہیں ہے۔ تو ہلہذا حکومت سے جس طرح پریزیڈنٹ صاحب نے بھی کہا تھا کہ ملک کے اہم مسائل کے متعلق اسمبلی سے کوئی مشترک قرارداد پاس کروائیں تاکہ اُس کے اوپر ہم عملدرآمد کروائیں۔ تو ممبران صاحبان سے بھی میری یہ request ہو گی بطورِ سینئر ممبر کہ وہ قرارداد جب لاتے ہیں تو اُس کا اتنا weight ہونا چاہیے اور اُس criteria میں ہونا چاہیے تاکہ کل کو کوئی بہانہ نہ بناسکے کیونکہ بات تو بہانہ بنانے والی ہے۔ ورنہ اگر عمل کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ تو ایک یہ ہے دوسرا حکومت سے میری یہ request ہے جس کا میں خود بھی حصہ ہوں جیسا کہ پریزیڈنٹ صاحب نے ہمیں کہا تھا کہ مل بیٹھ کر کے کوئی وزنی قرارداد لے آئیں جس میں بلوجستان کے پانچ، چھ main مسئلے ہوں وہ اسمبلی سے پاس ہو جائے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ میں اس کے اوپر عملدرآمد کرواؤں گا۔ تو قرارداد یہ ہے کہ، قرارداد لانے سے پہلے چھوٹی چھوٹی باتیں وہ بجائے قرارداد کے یا اس کے criteria میں نہیں آتی ہیں وہ زیر و ہاور میں آج جو آپ نے idea دیا ہے انشاء اللہ امید ہے کہ وہ متعارف ہو جائے گا وہ بیشک اُس میں لائی جائیں۔ کیونکہ ہمارے حلقات کی بھی ہم کہیں گے یہ بات کر لیں کہ کس قانون اور کس ترتیب سے کریں۔ اُس کے قانون اور ترتیب وہ

زیر وہاں میں وہ cover ہو جائیں گے۔ thank you sir!

جناب پسیکر: سینئر منستر صاحب! میرے خیال میں جو کمران کی بھلی کے حوالے سے قرارداد آئی ہے میں اور آپ اہم میٹنگ میں جاتے ہیں جو ڈولپمنٹ کے حوالے سے اسلام آباد میں ہوتی ہے۔ تو آپ کا ایک اہم role ہے۔ آپ ذرا اس پر روشنی ڈالیں۔

سینئر وزیر: شکریہ جناب پسیکر! جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے جو بلیدی صاحب لائے ہیں تو اُس میں ظاہر بات ہے کہ پورا ایوان نے اسکی مکمل حمایت کی۔ او راس کی حمایت ہونی بھی چاہیے۔ جناب پسیکر! جہاں تک معاملوں کے حوالے سے بات ہے یا ہماری گورنمنٹ دوسری گورنمنٹ سے معاهدہ کرتی ہے۔ جناب پسیکر! ہماری گورنمنٹ کی بدعتی یہ بھی ہے کہ ہمارے خون کے سودا پر فوری عملدرآمد کرتی ہے۔ جب ان سے پوچھتے ہیں کہ امریکہ اور دنیا کیلئے اتنی باغ دوڑیہاں تک کیوں جاتے ہیں؟ تو کہتی ہے کہ ایک گورنمنٹ کا دوسری گورنمنٹ سے معاهدہ ہے، دہشت گردی ہے فلاں ہے اس قسم کے بہانے بناتی ہے جب عوام کی خوشحالی کی نوبت آ جاتی ہے تو جناب پسیکر! ہمارے معاملے پھر اس طرح نظر انداز ہوتے ہیں۔ جیسے انہوں نے سرے سے معاهدہ کیا ہی نہیں ہے۔ جناب پسیکر! ہماری اس قرارداد کے حوالے سے جو ظہور بلیدی صاحب نے پیش کی ہے ایک گورنمنٹ کا دوسری گورنمنٹ کے ساتھ بلوچستان کے لئے بھلی کا معاملہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایران کی بھلی ستی بھی ہے اور وہ ولیعج کے حوالے سے بہترین بھی ہے۔ جب ایک ستی چیز اور ایک بہترین چیز اُس میں نہ کوئی لوڈ شیڈنگ ہے اور نہ اُس میں ولیعج کی کمی بیشی۔ اور کم قیمت پر ہمارے ہاں ہماری اپنی گورنمنٹ ہمیں دس روپے per unit بھلی مہیا کرتی ہے۔ جبکہ وہاں ایران گورنمنٹ اپنے عوام کو مجھے تو تین روپے کا یاد پڑتا ہے وہ per unit دیتی ہے یا ہمارے ساتھ معاملے کے حوالے سے شاید پانچ روپے ہو۔ لیکن اتنی اچھی اور ستی چیز۔ لیکن ہماری گورنمنٹ کو اگر دیکھا جائے وہ خود بھی اپنے آپ کو پریشان ظاہر کرتی ہے کہ ریٹائل پاور وغیرہ اس پر اپنے وزارت خزانہ کے بھی تختہ نلات ہیں اور اپنے لوگوں کے بھی اور اس کے باوجود وہ یہ پاور لگوانے کے درپے ہے بلکہ اس کو منظور بھی کر دیا ہے۔ تو اس حوالے سے جناب پسیکر! ہماری اپنی حکومت ایکنیک میٹنگ کے حوالے سے این اے سی میٹنگ کے حوالے سے تو میں سمجھتا ہوں ہماری بھی اگر کوتاہی ہو تو اس آنے والا اجلاس ایکنک کا ہو یا این اے سی جو بحث بنانے والی میٹنگ ہو تو۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب بھی اُس کا ممبر ہیں تو ہم ان سے توقع رکھتے ہیں لیکن وہ بھی

اپنی پارٹی کے نئے پارلیمانی لیڈر بن گئے ہیں اور اُس میں مصروف ہیں۔ تو وزیر خزانہ صاحب اس کا ممبر ہیں اور میں بھی اس کا ممبر ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کو ہم یقین دلاتے ہیں کہ اس معاہدے کو ہم وہاں بلوچستان گورنمنٹ کی طرف سے اپنے طریقے سے اٹھائیں گے۔ لیکن مطالبات یہ ہے اس قرارداد کے حوالے سے کہ مکران کو تو دیا جائے 100 میگاوات ہو یا جتنی بھی ہو۔ لیکن جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کیا قباحت کہ ہم وفاقی گورنمنٹ سے مطالبات کر لیں کہ ویسے بلوچستان میں یا ملک کے اندر بجلی کی کمی ہے اور آپ اس سے پریشان ہیں کہ ہمارے ہاں بجلی نہیں ہے اور میں کیا کروں اس وجہ سے میں میگا پاور لگا رہا ہوں مہنگا بجلی دے رہا ہوں کیونکہ ان کو بجلی مہیا کرنا ہے پاور مہیا کرنا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لئے بھی آسانی ہے اور ہمارے لئے بھی کہ پورا بلوچستان کو ایران کے ساتھ connect کیا جائے۔ پانچ سو میگا وات یا جتنی بھی لگتی ہے ایران دیتا ہے۔ تو ہمارا مطالبه قرارداد کے حوالے سے یہ ہے کہ پورے بلوچستان میں ایران کی بجلی دی جائے۔ لیکن سرہست جو ظہور بلیدی صاحب نے مکران ڈویژن کی تو بالکل ضروری ہے اور اس پر فوری طور پر عملدرآمد کرایا جائے۔ جناب سپیکر! میرا مطالبات یہی ہے اور انشاء اللہ بلوچستان کے نمائندے کی حیثیت سے جب ہم ایکنک اور NAC میں جائیں گے، اس معاہدے کو ہم وہاں اٹھائیں گے اور وہاں جتنی بھی کوشش ہماری ہوگی تو ہم انشاء اللہ اس کو highlight کریں گے اور ان کو ہم وہاں اجاتگر کریں گے۔ ان سے منوانے کیلئے کوشش کریں گے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: سینئر منسٹر صاحب! مجھے یقین ہے کہ ایکنک اور NAC کی میٹنگ میں آپ اور وزیر خزانہ جو ان کے ممبر ہیں جب بھرپور احتجاج کریں گے اور اسمبلی کی قرارداد کی کاپی آپ کے ساتھ ہوگی، تو کم از کم مکران کا مسئلہ آپ حل کر کے اٹھیں گے۔ لیکن اگر آپ نے ایک بار احتجاج کیا پھر بھی یہ ملے گی یہ میرا وعدہ ہے۔ وہاں سے آپ احتجاج کر کے نکلیں اور گیلو صاحب کو ضرور ساتھ ہاتھ سے پکڑ کے لے آئیے گا۔ دونوں اگر آپ احتجاج کر کے اکٹھے نکلیں تو مکران کی بجلی کا مسئلہ حل ہوگا۔ لیکن مُٹ کے دیکھنا گلیلہ جان کو بھی اپنے ہاتھ سے باہر نکالنا ہے۔

سنئر وزیر: بلوچستان کے مسئلے کے حوالے سے آپ کو یاد ہے کہ پچھلے NAC میٹنگ میں وزیر خزانہ صاحب اور چیف منسٹر صاحب ہم اسوقت تک بلوچستان کے مسائل کے حوالے سے احتجاج پر تھے کہ خود وزیر اعظم صاحب وہاں چیف منسٹر صاحب کو لے آنے پر مجبور ہو گئے۔ تو انشاء اللہ ہمارا اس دفعہ احتجاج

اس سے شدید ہو گا کم نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: اور یہ کاپی آپ دونوں کے ساتھ ہو گی۔ سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد منظور کی جائے؟
(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اُمید ہے کہ وزیر خزانہ اور سینئر وزیر پی ائنڈ ڈی بھر پور طریقے سے اس قرارداد پر ایکنک اور NAC سے عملدرآمد کرائیں گے۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): جناب سپیکر صاحب! میں وضاحت کروں کہ 1200 میگاوات کا ہے یہ ایکنک سے منظور ہو چکا ہے۔ مولانا صاحب کو یاد ہو گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں ایکنک سے ہوا ہے، ہونیں رہا ہے آپ نے عملدرآمد کرانا ہے۔
وزیر خزانہ: عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے implement نہیں ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ صاحب! بات یہ ہے کہ منظور ہونا الگ ہے یہ ایک less developed area کی یہ میٹنگ بھی ہے۔ منظور تو بہت ساری چیزیں ہوتی ہیں عملدرآمد نہیں ہوتا ہے۔ یہ جو پندرہ سے میں میگاوات اضافی بھلی لینی ہے اور جیسے ہمارے وزیر فخریز حمل صاحب نے کہا ہے کہ سب کچھ لائیں بچھی ہوئی ہیں صرف ایک ٹرانسفارمر اضافی گھنٹے ہے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے یہ صرف آپ دونوں حضرات جب وہاں بھر پور طریقے سے پیش کریں گے۔ اور مولانا صاحب کا غصہ جو ہے نا اُس کے سامنے پھر کوئی نہیں ٹھہر سکتا ہے یہ بھلی ضرور لے آئیں گے۔

وزیر خزانہ: سپیکر صاحب! آپ کی ہدایات کے مطابق ہم وہاں پر احتجاج کریں گے۔

جناب سپیکر: جی thank you۔ جی وزیر ہدایات صاحب!

جناب عبدالحق پشتوست (وزیر ہدایات): جناب سپیکر صاحب! میں وزیر خزانہ اور وزیر پی ائنڈ ڈی کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا سنئر منستر اور وزیر خزانہ میری طرف توجہ دیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے جو لائن، وزیر منصبہ بندی سنئر منستر اور وزیر خزانہ صاحب آپ ان کو متوجہ کریں جناب سپیکر صاحب! یہ پونکہ گپ شپ لگا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پورے بلوچستان کے مسائل ان دونوں سے ہیں۔

وزیر ہدایات: پورے بلوچستان کے مسائل ان دونوں سے ہیں وہ گپ شپ لگا رہے ہیں۔
لہذا وزیر خزانہ اور سینئر وزیر اس طرف توجہ دیں۔

جناب پیکر: وہ پوری ایمانداری سے بلوچستان کی نمائندگی کریں گے۔

وزیر بلدیات: ڈیرہ اسماعیل خان سے ہائی ٹرمیشن لائن اس کو بھی اس قرارداد میں شامل کر کے وفاقی حکومت سے احتجاج کیا جائے۔

جناب پیکر: جی با لکل اب حبیب صاحب جی آپ آپ اپنی سیٹ پر جائیں کیونکہ Because it will not be the part of Assembly proceedings. آپ سیٹ پر جائیں according to the rules میں انتظار کروں ناں آپ جائیں سیٹ پر۔ اچھا it is ok اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ 26 / فروری 2010ء بروز جمعہ بوقت 11 بجے صبح تک کیلئے ملتوي کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دوپھر ایک بجکر تیس منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

